ہفت روزہ

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء

۲۵ نئے پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

توکل

ہے ازبر کلوا بھی تجھے واشربوا بھی
کبھی یاد آیا ہے لا تسرفوا بھی

جہاں غل مچاتا ہے فلیعبدوا کا
لگا ایک تو نعرۂ جاہدوا بھی

اطاعت اولی الامر کی ہے مسلّم
اگر اس میں منکم کی ہو جستجو بھی

یہ مانا کہ ہے بے پنہ عدل اس کا
مگر شانِ رحمت ہے لا تقنطوا بھی

ویرزقہ من حیث لا یحتسب پر
ہے ایمان تو کر لے توکل کی خو بھی

ہے ناز اپنی تہذیب پر جن کو اتنا
نہیں آدمیت گئی ان کو چھو بھی

مباح ان کے مذہب میں مسکیں کی پونجی
حلال ان کے مشرب میں اس کا لہو بھی

خدا اپنے بندوں سے غافل نہیں ہے
نہ بھولا جو تجھ کو نہ بھول اس کو تو بھی

مولانا ظفر علی خاںؒ

مردِ مومن

مردِ مومن موت سے ہرگز کبھی ڈرتا نہیں
مر کے بھی اللہ کے رستہ میں کبھی مرتا نہیں

مردِ مومن کے لئے مرنا بھی ہے عینِ حیات
وہ خدا کا ہے اور اس کی ہے یہ ساری کائنات

مردِ مومن جب کہ سنتا ہے پیامِ جاہدوا
زندہ ہوتی ہے شہادت کی رگوں میں آرزو

اس کے ماتھے پہ نظر آتے ہیں سجدوں کے نشاں
عظمتِ ملت جبیں سے اس کی ہوتی ہے عیاں

قلبِ سوزاں میں نہاں ہوتے ہیں وہ الفت کے داغ
کفر کی ظلمت میں آتے ہیں نظر روشن چراغ

جب نکلتا ہے وہ رن میں تیغ چمکاتا ہوا
لشکرِ کفار میں آتا ہے ڈراتا ہوا

دشمنِ اسلام کے حق میں ہے وہ قہرِ خدا
سامنے آتا ہے جو کرتا ہے سر اس کا جدا

زندگی مومن کی ہے اک در حقیقت زندگی
خوبصورت زندگی، نیک سیرت زندگی

نور محمد انور - کالا باغ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵
جلد ۶ | ۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء | شمارہ ۳۷

دُنیا کا کون و فساد

جب آدمی اوپر کی سیڑھی سے لڑھک جائے۔ تو پھر اکثر لڑھکتا ہی چلا جاتا ہے۔ انسانیت کا پاؤں پھسلا اور انسان اپنے مقصدِ تخلیق سے غافل ہوا۔ اس نے کائنات کی دیکھ بھال، جانچ پڑتال اور سائنسی تحقیقات کرکے بجائے اس کے کہ اس بے انتہا علم و حکمت والے صنّاع و خلّاق کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہوکر اس کے رسولوں کی ہدایات پر کان دھرتا اور اس کے اتھاہ رازوں کا سراغ پاکر اس پر جان و دل سے فدا ہوتا۔ اُلٹا اُسے اس خدائے جبار و قہار سے مقابلہ کی سُوجھی۔ اپنی ترقیات، معاینات، اور ایجادات و اختراعات کے گھمنڈ میں خدا کو بھول کر "خود خدا" بننے کی ٹھان لی۔ (العیاذ باللہ)۔ اور تو اور خود مسلمان کہلانے والے بےعمل "فرزانوں" نے محض دوسروں کی تحقیقات کے بل بوتے پر مظاہرِ قدرت اور آفاقی کائنات کو "دوسرا قرآن" کہہ کر "محمدی قرآن" کو اس کے تابع کرنے کی منحوس کوشش کی۔ حالانکہ اس غور و تدبر کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اس بدیع السموٰت والارض کی عظمت کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اس کے منزّل قرآن اور مرسل حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی اطاعت میں مگن ہو جاتا۔ مگر "ایں سعادت بزور بازو نیست"۔

اور تو اور نہ غالب اقوام کو ان کی ترقی راس آئی۔ نہ مغلوب اقوام کو بیداری چنانچہ دونوں جگہ وحی سے محرومی اور عقلِ نارسا پر حد سے زیادہ بھروسہ نے مسموعات و مبصرات کی دنیا میں کمال حاصل کر کے تیسری بڑی نعمت سے جسے ہم بصیرت سے تعبیر کر سکتے ہیں، محروم ہیں۔ اور جسے قرآن پاک نے اَفْئِدَۃ سے ذکر فرمایا ہے:-

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْاَفْئِدَۃ۔ (وہی اللہ تعالیٰ جس نے تمہیں کان، آنکھ اور دل دیئے)

کان اور آنکھ کی دنیا میں تو ڈوب گئے۔ مگر مَن کی دنیا کو چھوُا ہی نہیں۔ جو جسمِ انسانی میں بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہمارے اسلاف کی حکومت مَن کی دنیا پر تھی۔ تو تَن کی دنیا ان کو ہیچ نظر آتی اور ان کے سامنے مغلوب ہو جاتی

عجب است گر ہوست کشد کہ بہ سیرِ گل و سمن درآ
تو زِ غنچہ کم نہ دمیدہ اِی درِ دل کشا بچمن درآ

یہاں اس کا عکس ہے۔ اور اسی لئے انسان ترقی کرکے گڑھے میں جا گرا ہے آج دنیا میں کہیں بھی اصولی جنگ نہیں ہے یا سیاسی قائدین، اور قوموں کی ہوس اقتدار نے کشت و خون کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یا وسائل معیشت کے غصب و نہب (لوٹ کھسوٹ) نے قوموں کو ایک دوسرے کے خلاف اُبھارا ہُوا ہے۔

الجزائر

اس وقت یوں تو ساری دنیا میں بے اطمینانی ہے۔ مگر الجزائر۔ کانگو۔ لاؤس میں خطرناک تصادمات اور جنگیں ہو رہی ہیں۔ اوّل الذکر الجزائر، تو فرانس کے شوق سامراج کا شکار ہے۔ وہاں کے عربوں کی خون کی یہ ارزانی ہے کہ جہاں مسلمان نظر آیا فرانسیسی آبادکار یا فوجی نے اس پر گولی چلا دی۔ رات دن ہر وقت فرانسیسی وحشیوں کے حملہ کا خطرہ رہتا ہے۔ اور اسی لئے عورتیں مکانوں کی چھتوں پر پہرہ دیتی ہیں۔ تاکہ کوئی فرانسیسی ادھر آتا نظر آئے تو وہ فوراً مردوں کو اطلاع کر سکیں۔

خدا نے چاہا۔ تو الجزائر ایک نہ ایک دن آزاد اور فرانس خائب و خاسر ہو گا۔ مگر فرانس کی عادت یہ نہیں ہے کہ ہوا کو سُونگھ کر باد و باراں کا پتہ لگا لے۔ جیسے انگریز رائے عامہ کا اندازہ لگانے کے بعد خودبخود بوریہ بستر باندھ لیتے ہیں۔ اور اس طرح تجارتی اور دوسرے مقاصد کے سلسلہ میں نفع میں رہتے ہیں۔

کانگو

افریقہ میں کانگو بلجیم کی غلامی سے آزاد ہوُا۔ مگر وہاں کے بعض ٹوڈی اب بھی بلجیم کے حق میں ہیں۔ وہاں مختلف صوبجات میں مختلف حکومتیں بن چکی ہیں۔ کانگو سے مسلمانوں کو زیادہ دلچسپی اسلئے ہے۔ کہ وہاں کے موجودہ برسراقتدار کرنل موبوتو نے مصر اور سوڈان کو دھمکی دی ہے کہ "تم ہمارے دشمن مسٹر لوممبا کی حمایت کر رہے ہو۔ لہذا ہم دریائے نیل کا پانی موڑ کر تمہیں بھوکا مار دیں گے"۔

دریائے نیل کا منبع کانگو میں ہے۔ وہ وہاں سے سوڈان ہو کر پھر مصر جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اب تو سوڈان و مصر کی پوری ہمدردی لوممبا سے ہو گی۔ دیگر آزاد ممالک کا بھی یہی رجحان ہے اور لوممبا اگرچہ گرفتار ہے۔ مگر اس کے حامیوں نے کانگو کے مشرقی صوبہ میں اپنی آزاد حکومت قائم کر لی ہے۔ اور ساتھ ملے ہوئے دوسرے صوبہ کے افسروں کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔ بلکہ تیسرے صوبہ یعنی کٹنگا میں بھی اس کی حامی فوجیں داخل ہو چکی ہیں۔ اب موبوتو کو مستحکم حکومت بنانا خاصا مشکل ہے۔ تازہ ترین اطلاعات یہ ہیں کہ مراکش میں آزاد افریقی ممالک کی کانفرنس میں موبوتو کی فوجوں کی مخالفت کی ہے اور وہ افریقی ممالک میں اور خاصکر کانگو میں بیرونی مداخلت کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اس سے مسٹر لوممبا کی پوزیشن بہت مضبوط ہو گئی ہے۔ اب بلجیم نے بھی اپنے علاقہ میں سے گزر کر موبوتو کی فوجوں کو لوممبا کے حامی صوبہ پر حملہ کرنے سے روک دیا ہے۔

لاؤس

جنوب مشرقی ایشیا میں ملایا۔ سیام۔ ہندچینی وغیرہ کے پاس لاؤس ہے۔ یہاں دو دفعہ حکومت بدلی۔ اب دارالحکومت پر قبضہ امریکہ کے دوست کا ہے۔ اور باغی جرنیل کو روس کی حمایت حاصل ہے۔ جس کو مدد پہنچ رہی ہے۔

(باقی صہ ۶ پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عیادت کا ثواب

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَزَلْ یَخُوْضُ الرَّحْمَۃَ حَتّٰی یَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِیْھَا۔ رواہ مالک و احمد۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے۔ وہ رحمت کے دریا میں داخل رہتا ہے۔ اور جب مریض کے پاس بیٹھتا ہے۔ تو رحمت کے دریا میں ڈوب جاتا ہے۔

بخار کا عمل

عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصَابَ اَحَدَکُمُ الْحُمّٰی فَاِنَّ الْحُمّٰی قِطْعَۃٌ مِّنَ النَّارِ فَلْیُطْفِئْھَا عَنْہُ بِالْمَاءِ فَلْیَسْتَنْقِعْ فِیْ نَھْرٍ جَارٍ وَلْیَسْتَقْبِلْ جِرْیَتَہٗ فَیَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَکَ وَ صَدِّقْ رَسُوْلَکَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلْیَنْغَمِسْ فِیْہِ ثَلٰثَ غَمَسَاتٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَاِنْ لَّمْ یَبْرَاْ فِیْ ثَلٰثٍ فَخَمْسٌ فَاِنْ لَّمْ یَبْرَاْ فِیْ خَمْسٍ فَسَبْعٌ فَاِنْ لَّمْ یَبْرَاْ فِیْ سَبْعٍ فَتِسْعٌ فَاِنَّھَا لَا تَکَادُ تُجَاوِزُ تِسْعًا بِاِذْنِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ رواہ الترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں سے جب کسی کو بخار ہو جائے۔ اور بخار آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرے۔ یعنی جاری پانی کے اندر (نہر یا ندی میں) چلا جائے اور پانی کے بہاؤ کے رُخ کھڑا ہو کر یہ کہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَکَ وَ صَدِّقْ رَسُوْلَکَ۔ یعنی خدا کے بابرکت نام سے شفا چاہتا ہوں میں۔ اے اللہ! تو اپنے بندے کو شفا دے۔ اور اپنے رسولؐ کے قول کو سچا کر۔ اور یہ عمل نماز صبح کے بعد سورج نکلنے سے پہلے کرے اور دریا میں تین غوطے لگائے تین دن تک اسی طرح کرے۔ اگر تین دن میں آرام نہ ہو تو پانچ دن تک اور پانچ دن میں آرام نہ ہو تو سات دن تک اور سات روز میں آرام نہ ہو تو نو دن تک اسی طرح کرے۔ خداوند تعالیٰ کے فضل سے بخار نو دن سے زیادہ نہ رہیگا۔

بخار کو برا نہ کہو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ ذُکِرَتِ الْحُمّٰی عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَسَبَّھَا رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَا تَسُبَّھَا فَاِنَّھَا تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی النَّارُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ۔ رواہ ابن ماجۃ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بخار کا ذکر کیا گیا۔ ایک شخص نے بخار کو برا کہا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ بخار کو برا نہ کہو۔ وہ انسان کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے۔ جس طرح آگ لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔

بخار میں مبتلا ہونے کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَادَ مَرِیْضًا فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ ھِیَ نَارِیْ اُسَلِّطُھَا عَلٰی عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ فِی الدُّنْیَا لِتَکُوْنَ حَظَّہٗ مِنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ رواہ احمد و ابن ماجۃ و البیھقی فی شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیمار کی عیادت کی۔ اور فرمایا۔ تجھ کو خوشخبری ہو۔ کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ بخار میری آگ ہے۔ جس کو میں اپنے مومن بندے پر اس لئے مسلط کرتا ہوں کہ وہ (بخار) قیامت کے دن اس کے لئے دوزخ کی آگ کا بدلہ قرار پائے۔

بیماری میں مبتلا ہونے کا ثواب

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّبَّ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ لَا اُخْرِجُ اَحَدًا مِّنَ الدُّنْیَا اُرِیْدُ اَغْفِرُ لَہٗ حَتّٰی اَسْتَوْفِیَ کُلَّ خَطِیْئَۃٍ فِیْ عُنُقِہٖ بِسَقَمٍ فِیْ بَدَنِہٖ وَ اِقْتَارٍ فِیْ رِزْقِہٖ رواہ رزین۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے اپنی عزت اور عظمت کی۔ جس شخص کو میں دنیا سے پاک و صاف بے گناہ اُٹھانا چاہوں گا۔ اس کو اس کے گناہوں کا دنیا ہی میں پورا بدلہ دے دوں گا۔ یعنی اس کو بیماری میں مبتلا کروں گا۔ اور اس کے رزق میں کمی کر دوں گا۔

بڑھاپے کی بیماری پر افسوس

عَنْ شَقِیْقٍ قَالَ مَرِضَ عَبْدُ اللّٰہِ فَعُدْنَاہُ فَجَعَلَ یَبْکِیْ فَعُوْتِبَ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَبْکِیْ لِاَجْلِ الْمَرَضِ لِاَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ الْمَرَضُ کَفَّارَۃٌ وَ اِنَّمَا اَبْکِیْ اَنَّہٗ اَصَابَنِیْ عَلٰی حَالِ فَتْرَۃٍ وَ لَمْ یُصِبْنِیْ فِیْ حَالِ اجْتِھَادٍ لِاَنَّہٗ یُکْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنَ الْاَجْرِ اِذَا مَرِضَ مَا کَانَ یُکْتَبُ لَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّمْرَضَ فَمَنَعَہٗ مِنْہُ الْمَرَضُ رواہ رزین۔

ترجمہ:۔ حضرت شقیقؓ کہتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن مسعودؓ بیمار ہوئے۔ تو ہم نے اُن کی عیادت کی۔ وہ (ہمارے سامنے) رونے لگے۔ لوگوں نے اس پر اُن کو ملامت کی۔ انہوں نے کہا۔ میں بیماری (کی تکلیف سے نہیں) روتا ہوں۔ کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا ہے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ بڑھاپے کے دنوں میں میں بیمار ہوا۔ جوانی کے ایّام میں میں بیمار نہیں ہوا۔ جو اعمال کے لئے بہترین زمانہ ہے۔ اور انسان جب بیمار ہوتا ہے۔ تو اُس کے ایّامِ بیماری میں بھی وہی اعمال لکھے جاتے ہیں۔ جن کو وہ صحت کی حالت میں کرتا تھا۔ اس بیماری نے مجھ کو اس ثواب سے محروم رکھا ہے۔ یعنی اگر جوانی میں بیمار ہوتا۔ تو ایّامِ بیماری میں زیادہ اعمال صالحہ لکھے جاتے بخلاف بڑھاپے کی علالت کے کہ ان ایام میں اعمال صالحہ کی کمی ہوتی ہے۔

خطبہ یوم الجمعہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۳ر جنوری ۱۹۶۱ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　الحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی　اَمَّا بَعۡدُ

قیامت کے دن مال اور اولاد کی بہتات کام نہیں آئے گی

بلکہ نیکیوں کی کثرت کام آئے گی

اور نیکیوں کی بہتات نجات دلائیگی

اور نیکی وہ کام ہے جس میں فقط رضاء الٰہی مطلوب ہو

اس کے شواھد

پہلا شاھد

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ۝

(سورۃ الانفال رکوع ۳ پارہ ۹)۔

ترجمہ:۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور بے شک اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

یعنی

مال اور اولاد امتحان ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں آزماتا ہے۔ کہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ یا اپنی ہوا وہوس میں خرچ کرتے ہو۔ اور اولاد دے کر آزماتا ہے کہ تم اُن کو دیندار بناتے ہو یا فقط دنیا کمانا سکھاتے ہو۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر مسلمان کو اپنی اولاد کو نیک راستہ پر چلائے تاکہ اولاد کی بے راہ روی کا ماں باپ پر الزام نہ آئے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دُوسرا شاھد

وَلَا تُعۡجِبۡکَ اَمۡوَالُہُمۡ وَ اَوۡلَادُہُمۡ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّعَذِّبَہُمۡ بِہَا فِی الدُّنۡیَا وَ تَزۡہَقَ اَنۡفُسُہُمۡ وَ ہُمۡ کٰفِرُوۡنَ ۝ (سورۃ التوبۃ ع ۷ پ ۱۰)

ترجمہ:۔ سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے۔ کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے اور کفر کی حالت میں اُن کی جانیں نکلیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مال کی کثرت اور اولاد کی بہتات دنیا میں ہی عذاب دینے کے لئے دیتا ہے۔ تاکہ ان کی جانیں بھی کفر کی حالت میں نکلیں۔ اَللّٰہُمَّ اَعِذۡنَا مِنۡ ھٰذَا الۡعَذَابِ

تیسرا شاھد

وَعَدَ اللّٰہُ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتِ وَ الۡکُفَّارَ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ ہِیَ حَسۡبُہُمۡ ۚ وَ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ ۝ کَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡکُمۡ قُوَّۃً وَّ اَکۡثَرَ اَمۡوَالًا وَّ اَوۡلَادًا ؕ فَاسۡتَمۡتَعُوۡا بِخَلَاقِہِمۡ فَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِخَلَاقِکُمۡ کَمَا اسۡتَمۡتَعَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ بِخَلَاقِہِمۡ وَ خُضۡتُمۡ کَالَّذِیۡ خَاضُوۡا ؕ اُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ (سورۃ التوبۃ ع ۹ پ ۱۰)۔

ترجمہ:۔ اللہ (تعالیٰ) نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ (تعالیٰ) نے اُن پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم میں سے طاقت میں زیادہ تھے اور مال اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا گئے۔ اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھایا۔ جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا گئے۔ اور تم بھی اُن ہی کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوگئے۔ اور وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں پر لعنت نازل فرمائی۔ جنہوں نے آخرت کو نظر انداز کیا دنیا کو مقصود بالذات بنایا اور خدا تعالےٰ کے فرمانبردار ہو کر پھر کافروں کی طرح مقصود بالذات بنایا۔ حالانکہ وہ لوگ قوت اور مال اور اولاد کے لحاظ سے تم سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن دنیا کو مقصود بالذات بنا کر آخرت کو بھلایا اور عنداللہ ان کے سب اعمال حبط (یعنی ضائع) ہو گئے۔ ان کی دنیا بھی خراب ہوگئی اور آخرت بھی برباد ہو گئی۔ اور وہ دنیا میں آکر گھاٹے میں رہے۔

فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ

چوتھا شاہد

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡ قَرۡیَۃٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡہَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِہٖ کٰفِرُوۡنَ ۝ وَ قَالُوۡا نَحۡنُ اَکۡثَرُ اَمۡوَالًا وَّ اَوۡلَادًا ۙ وَّ مَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ ۝ (سورۃ السبا ع ۴ پارہ ۲۲)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو۔ ہم نہیں مانتے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں۔ اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ہمیشہ لوگوں کی یہ عادت رہی ہے کہ جب کبھی ہم نے کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے مخالفت کی۔ اور کہا کہ جو پیغام الٰہی تم لائے ہو۔ ہم نہیں مانتے۔ اور کہا کہ ہمارے پاس مال بہت ہے اور اولاد بھی بہت ہے۔ ہمیں کوئی عذاب نہیں کر سکتا۔ یہ ان کی بیوقوفی کی علامت ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ قوم کیا کر سکتی ہے۔ کیا پہلی قومیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے غرق نہیں ہوئیں۔ کیا قوم نوح علیہ السلام تباہ نہیں ہوئی۔ ان کا یہی جرم تھا۔ اور کیا قوم عاد تباہ نہیں ہوئی ان کا یہی جرم تھا۔ کہ اپنے وقت کے نبی کی کوئی قدر نہ کی۔ اور مال اور اولاد کی کثرت کے گھمنڈ میں رہے۔ اللہ تعالےٰ

کا ان قوموں پر غضب نازل ہوا اور ملیا میٹ کر دی گئیں۔

عبرت

آج کل کے دنیا دارو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی قدر کرو اور خدا سے ڈرو۔ کہیں پیغمبر کی تعلیم سے منہ پھیرنے کے باعث تمہارا بھی وہی حشر نہ ہو۔

اِنَّمَا عَلَيْنَا الْبَلَاغ

پانچواں شاھد

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَاۗءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۔ (سورۃ السباء پ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبے میں ہمارے قریب کر دے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے پس وہی لوگ ہیں۔ جن کے لئے دُگنا بدلہ ہے۔ اس کا جو انہوں نے کیا۔ اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مال اور اولاد مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کے قرب میں نہیں پہنچاتے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور نیک عمل کئے۔ ان کے لئے دُگنی جزاء خیر ہے۔ اور وہ لوگ بالاخانوں میں امن سے رہیں گے۔

چھٹا شاھد

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ (الی آخر الآیہ سورۃ الحدید پارہ ۲۷ ع ۱۸)

ترجمہ۔ جان لو۔ کہ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیبائش اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔

یعنی

اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی زندگی کا ماحصل بیان فرمایا ہے۔ جو اس کو مقصود بالذات بناتے ہیں اور آخرت پر نظر نہیں رکھتے۔ دنیا کی زندگی ایک کھیل اور تماشا ہے۔ اور زیبائش کرنا اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔ یعنی قرب الی اللہ دنیا داروں کو مقصود نہیں ہوتا۔ یہی چیزیں مقصود ہوتی ہیں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں۔ اور وہ چیزیں ناپائیدار ہیں۔ کاش کہ لوگوں کو عقل آجائے۔

اور رضاء الٰہی حاصل کرنے کو مقصود بنائیں۔

ساتواں شاھد

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وقف وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

(سورہ لقمان رکوع ۴ پارہ ۲۱)

ترجمہ:۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ اور اس دن سے ڈرو۔ جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا۔ اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا میں نہ ڈال دے۔ اور نہ دغاباز تمہیں اللہ تعالیٰ کے دھوکا میں رکھے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اپنے رب سے ڈرو۔ اور اس دن سے ڈرو۔ جس میں باپ بیٹے کے کام نہیں آئے گا۔ یعنی یہ نہیں ہوگا کہ باپ نیک ہے تو بیٹے کو باپ کی نیکی کے باعث بخش دیا جائے۔ اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا۔ کہ بیٹا نیک ہے۔ تو باپ کو بھی بیٹے کے نیک ہونے کے باعث بخش دیا جائے۔ بلکہ ہر شخص کو اپنے اعمال ہی کام آئیں گے۔

بڑے مالداروں اور زیادہ بیٹوں اور پوتوں والوں کو مال کی بہتات پر گھمنڈ ہوتا ہے۔ کہ ہمارا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اور جوان بیٹے اور پوتوں والوں کو بھی اپنی اولاد کی بہتات پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہمارا کوئی بھی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ ان لوگوں کو خلاف انصاف کرنے پر خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ کیا اس اللہ تعالیٰ نے اپنی قہاری طاقت سے کئی متکبر قوموں کو غرق اور تباہ نہیں کیا اپنے زور پر کسی کو ناز نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مال کی بہتات اور اولاد کی کثرت

ایک امتحان الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ یہ لوگ کرتے کیا ہیں۔ آیا خداوند تعالیٰ یاد رہتا ہے یا بھول جاتا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ انسان جو ان مذکورۃ الصدر نعمتوں کے ملنے کے باوجود خدا تعالیٰ کا خوف ہر وقت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ کہ کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آجائیں۔ اور

بدقسمت

ہیں وہ مسلمان جو ان دونوں نعمتوں کے حاصل ہونے کے وقت خدا تعالےٰ کو بھول جاتے ہیں ؎

بقیہ: "گوانچ فساد" (صفحہ ۳ سے آگے)

یہاں کی جنگ ہمارے لئے اس لئے بھی قابل توجہ ہے۔ کہ پاکستان نے اعلان کر دیا ہے کہ دوست ممالک کے متفقہ فیصلہ کے بعد پاکستان لاؤس حکومت کی مدد کریگا۔ باغی جرنیل کو شمالی ویٹ نام کی کمیونسٹ فوجوں کی امداد کی خبر سے امریکہ میں بڑی پریشانی پھیل گئی تھی۔ اس کے بحری بیڑے اور ہوائی طاقت متحرک ہو چکی تھی۔ لیکن فی الحال جنگ کا خطرہ ٹل گیا ہے۔ بظاہر حالات دارالحکومت کو باغی فوجوں سے خطرہ ضرور ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمائے تاکہ پاکستان کو فوجیں نہ بھیجنی پڑیں۔ جیسے ٹرکی کو کوریا میں بھیجنی پڑی تھیں۔ آخری اطلاع کے مطابق امریکہ کے بھیجے ہوئے جیٹ طیارے ایٹمی ہتھیاروں سے مسلح وہاں پہنچ گئے ہیں۔

انڈونیشیا

دوسری جنگ عظیم میں جو تباہی ہوئی سو ہوئی۔ لیکن اس کے نتیجہ میں بہت سے غلام ملکوں کی زنجیریں کٹ گئیں ؎

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما درآں باشد

خاص کر پاکستان، مصر، اور انڈونیشیا کی عظیم سلطنتوں سے تو دُنیا کی سیاست کا نقشہ ہی بدل گیا۔

ایک وقت تھا کہ مسلمان کی قابل لحاظ حکومت صرف ٹرکی تھی اور اس کو بھی یورپ کا مرد بیمار کہا جاتا تھا۔ آج اس بیمار کے سوا اچھے تندرست اور جوان مسلمان ممالک موجود ہیں جن پر مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ انڈونیشیا کو آزادی ہالینڈ سے ملی ہے۔ مگر انہوں نے مغربی نیوگنی کا قبضہ نہیں چھوڑا۔ اسکے لئے اقوام متحدہ میں انڈونیشیا نے کوشش کی۔ ناکامی کے بعد اب وہاں کے وزیر خارجہ ماسکو اسلحہ لینے گئے ہیں۔ تازہ اطلاع کے مطابق روسیوں نے کہا ہے کہ ضرورت پڑنے پر روس ہر طرح انڈونیشیا کی مدد کریگا۔ اگر ہالینڈ عقل سے کام لے تو تیرہ ہزار میل دُور کے اس پرائے ملک کو چھوڑ دے اور روس کی مقبولیت کے مواقع پیدا نہ ہونے دے۔ اشتراکیت کے شیوع کے اسباب اکثر ایسے ہی

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۴ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی نے مندرجہ ذیل ارشادات فرمائے

اولاد کی تعلیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

جو حضرات اس مجلس ذکر میں نیک نیتی سے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے شامل ہوتے ہیں۔ اُن کو خوشخبری سُناتا ہوں ۔ کہ اللہ تعالےٰ اُن کو بخش دیتا ہے ۔ اور اس بارے میں حدیث شریف کئی مرتبہ سُنا چکا ہوں ۔ خوش نصیب ہیں ۔ جو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس مجلس میں شامل ہوں۔ اور مغفرت بھی حاصل کرلیں۔ جو آئے گا خالی نہیں جائے گا ۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ سب کی نیتوں کو جانتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک نیتی سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

انسان فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے ۔ بعد میں اس کے ماں باپ جو چاہتے ہیں بنا دیتے ہیں۔ جیسے کمہار مٹی سے گھڑا بناتا ہے ۔ ہانڈی، پرات، لوٹا وغیرہ مختلف برتن بنا لیتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے :۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ

ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہے ۔ اس کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے ۔ پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی اور یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

فطرتِ سلیمہ یعنی اچھائی اور بُرائی کی صلاحیت ہر بچہ میں ہوتی ہے ۔ اصل میں بچے کو بنانا یا بگاڑنا ماں باپ پر موقوف ہے ۔ ہر بچہ صحیح علم پڑھ کر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرسکتا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنے کا جذبہ فطرۃً اس میں ہوتا ہے ۔ بچے کو نماز یاد کرا دیجئے تو وہ نماز پڑھنے لگے گا ۔ اگر نہ پڑھائی جائے تو نہ پڑھے گا ۔ بچہ بگڑا تو ماں باپ پر الزام آئے گا ۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گرفت کرے گا ۔ کہ تو نے بچے کو کیا بنایا۔

انگریز کی غلامی میں

ہندو سکھ مسلمان، عیسائی، اور پارسی پانچ قومیں تھیں ۔ اُس نے سب کو راضی رکھنے اور ان کے اعتراضات سے بچنے کے لئے گول مول نصاب تعلیم تجویز کیا ہوا تھا ۔ اور وہ اپنی حکومت کی مشینری چلانے کے لئے کل پُرزے ڈھالتا تھا ۔ آپ نے اس کو نہیں سمجھا ۔ علماء نے اس کو خوب سمجھا ہے ۔ اس کا نصب العین کچھ اور تھا ۔

جو تعلیم اللہ تعالےٰ چاہتا ہے ۔ اولاد کو وہ تعلیم دینی چاہیئے ۔ جو لوگ بے دین ہیں اور بگڑے ہوئے ہیں ۔ ان کے ماں باپ، پر اللہ تعالےٰ ناراض ہو گا ۔ اور جب مخلوقات دوزخ میں جائے گی ۔ تو اپنے ماں باپ کو کوسے گی ۔ کہیگی :۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ٥ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ٥ (سورۃ الاعراف ۸۶)

ترجمہ :۔ اور کہیں گے ۔ اے ہمارے پروردگار ! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہنا مانا ۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا ۔ اے ہمارے رب ! انہیں دوگنا عذاب دے ۔ اور ان پر بڑی لعنت کر ۔ (بڑوں سے مراد ابا اور اماں ہی ہیں ۔)

میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں ۔ کہ اولاد کو دنیا کمانا نہ سکھائیے ۔ جب بھوک لگے گی ۔ تو کچھ نہ کچھ پیشہ خود اختیار کریں گے ۔ اور روٹی کما کر کھا لیں گے ۔ لیکن اگر تم نے دین نہ سکھایا ۔ تو اس کی ضرورت قبر میں جانے تک محسوس نہیں ہوگی ۔ اور قبر میں جب سوال ہوگا ۔ تب پتہ چلے گا ۔

قبر میں سوال وجواب

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَأْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِیْنُكَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا یُدْرِیْكَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰیة قَالَ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّةِ فَیُفْتَحُ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِیْبِهَا وَیُفْسَحُ لَهٗ فِیْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَذَکَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَیُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ وَیَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِیْنُكَ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ ..... فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ کَذَبَ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی النَّارِ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ وَیُضَیَّقُ عَلَیْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ یُقَیَّضُ لَهٗ اَعْمٰی اَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَةٌ مِنْ حَدِیْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَیَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً یَسْمَعُهَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ فَیَصِیْرُ تُرَابًا ثُمَّ یُعَادُ فِیْهِ الرُّوْحُ۔

(رواہ احمد و ابوداؤد)

ترجمہ :۔ حضرت براء ابن عازبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پس بٹھاتے ہیں اس کو اور پوچھتے ہیں اس سے کہ تیرا رب کون ہے ۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے ۔ پھر فرشتے پوچھتے

ہیں۔ تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ جو شخص (خدا کی طرف سے) تمہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ کون ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کا رسول ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں۔ کس چیز نے تجھ کو یہ باتیں بتلائیں وہ کہتا ہے۔ میں نے خدا کی کتاب کو پڑھا۔ اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہی معنی ہیں خدا کے اس قول کے:۔

يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) پھر ایک شخص آسمان سے پکار کر کہے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ پس اس کے لئے جنّت کا فرش بچھاؤ۔ اور اس کو جنّت کا لباس پہناؤ اور اس کے واسطے جنّت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پس جنّت کی طرف دروازہ کھول دیا جائے گا۔ جس سے ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی۔ اور حدِّ نظر تک اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جائے گا۔ اب رہا کافر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا ذکر فرمایا۔ اور اس کے بعد کہا۔ کہ پھر اس کی روح اس کے جسم میں ڈالی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے۔ ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ وہ شخص کون ہے۔ جس کو تم میں بھیجا گیا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ ہائے ہائے۔ میں نہیں جانتا۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہے گا۔ یہ جھوٹا ہے۔ اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ۔ آگ کا لباس اس کو پہناؤ اور اس کے واسطے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ دوزخ سے اس کے پاس گرم ہوائیں اور لوئیں آتی ہیں۔ اور اس کی قبر اس کے لئے تنگ کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر نکل آتی ہیں۔ پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے۔ جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے (ایسا گرز) کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے۔ تو وہ مٹی ہو جائے۔ وہ اس گرز سے اس کو مارتا ہے۔ جس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سُنتی ہے۔ مگر انسان اور جن نہیں سُنتے اور اس ضرب سے اس کی مٹی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔

غرضیکہ دین کی ضرورت کا احساس قبر میں جا کر ہو گا۔ اور وہاں کچھ بن نہ پڑے گی۔ یہ سب جتنے بگڑے ہوئے ہیں سب کو ماں باپ نے بگاڑا ہے۔ قصور سراسر ماں باپ کا ہے۔ قرآن شریف پڑھیں تو سمجھیں۔

چند روز ہوئے میرے ایک دوست کا بیٹا مجھے ملنے آیا۔ میں نے پوچھا بیٹا کیا پڑھتے ہو؟ کہنے لگا۔ بی اے میں پڑھتا ہوں۔ میں نے پوچھا۔ کیا بی اے تک کلمہ طیبہ لا الٰہ الاّ اللہ بھی تمہارے نصاب تعلیم میں تھا۔

انگریز خود گمراہ تھا

تمہیں دین کیا سکھاتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۝

(سورہ المائدہ ع ۹ پ ۶ آیت ۴۲)

ترجمہ:۔ بے شک کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا۔ اللہ وہی مسیح ہے مریمؑ کا بیٹا۔

اگر آپ کے ماں باپ نے غلطی کی ہے تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر ماں باپ نے دین نہیں سکھایا تو قرآن شریف کا ترجمہ سنا کیجئے۔ اس میں ذاتی تاثیر ہے۔ بار بار سننے سے طبیعت کا رُخ پھیر دیتا ہے۔

انگریز کی نہ صورت اسلام کی ہے نہ سیرت اسلام کی ہے اور اس کی صحبت اور تربیت سے مسلمان قوم اسلام سے دُور ہٹ گئی ہے۔ قرآن سے دُور ہٹ گئی ہے۔ دماغ میں یہ سما گیا ہے۔ کہ تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ اس واسطے عرض کر رہا ہوں کہ آپ اپنے فرض کو پہچانیں۔ اب بھی اپنے آپ کو سنبھالیں جب میں یہاں آیا تھا۔ تو ایک درس گریجوایٹوں کے لئے ہوتا تھا۔ وکلاء کے لئے الگ درس ہوتا تھا۔ اور علماءٔ کا الگ درس ہوتا تھا۔ وکلاء نے ایل ایل بی تو پڑھا ہے۔ لیکن قرآن نہیں پڑھا۔ ان کو بھی قرآن پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اس پر چلنے کی ضرورت ہے۔ اگر ماں باپ نے غفلت کی ہے تو آپ اپنے فرض کو پہچانئے اور مقصدِ زندگی کو اپنا لیجئے۔

اللہ تعالےٰ کسی شخص کو اپنی اولاد کا محتاج نہ کرے۔ اولاد اس واسطے ہوتی ہے کہ جب بندہ مر جائے۔ تو بعد میں دعائے مغفرت کر سکے۔ نہ کہ قیامت میں دوگنے عذاب کا سبب بنے۔

ہمیں تو اسلام کی دولت مُفت ملی ہے۔ چونکہ ہمارے ماں باپ مسلمان تھے۔ اس لئے ہم بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ جب یہاں ہندو تھے اور ان میں سے کوئی مسلمان ہو جاتا۔ تو سب دشمن ہو جاتے۔ ان کو اسلام مہنگا پڑتا تھا۔ اس لئے اسلام کی قدران کو تھی۔

اللہ تعالیٰ دیندار بننے اور اسلام کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ دین کے احکام کچھ مشکل نہیں ہیں۔

اپنی اولاد کو جمعہ کسی ایسی جگہ پڑھائیں۔ جہاں کوئی حق کہنے والا ہو۔ اور جہاں درس قرآن ہوتا ہو۔ وہاں درس میں بٹھایا کریں۔ روزانہ نہ ہو سکے تو کم از کم ہر اتوار کو ہی درس میں لے آیا کریں۔

اللہ تعالےٰ اولاد کو ماں باپ کے لئے دعائے خیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولاد کی بد دعا سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ

خاطر مضبوط دل توانا رکھو
اُمّید اچھّی خیال اچھّا رکھو
ہو جائیں گی مشکلیں تمہاری آساں
اکبرؔ! فقط اللہ پر بھروسا رکھو
(اکبر الہ آبادی)

جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

انوار و تجلیات

سُورۂ نُور کے مضامین کی تلخیص

سُورۂ نُور کی اہمیّت

قرآن مجید کے اٹھارھویں پارہ میں ایک سُورہ نُور ہے جو کہ سورہ مومنون کے بعد چھٹا رکوع ختم ہونے پر شروع ہوتی ہے۔ یہ ایک عظیم الشان سورۃ ہے۔ اس میں باہمی تعامل (معاملہ) کے متعلق بعض احکام، معارف توحید کے بعض حقائق و نکات بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن یہ تمام احکام کاغذ کی زینت بنانے کے لئے نہیں۔ بلکہ عبرت و نصیحت حاصل کرنے، عمل کرنے اور کاربند ہونے کے لئے ہیں۔ ان پر غور کرنا چاہیئے۔ ان کے فوائد کو سوچنا سمجھنا چاہیئے زانی اور زانیہ کے سو کوڑے مارے جائیں۔ حکم الٰہی کی بجا آوری میں رشتہ، قرابت، مجرم کی دولت، عزت، رسُوخ، وجاہت غرض کوئی چیز سستی نہ پیدا کرے۔ جو شخص حکم الٰہی کو پورا کرنے میں کسی کی رعایت کریگا اُس کا ایمان... ناقص ہے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو خدا کی ذات حکمت و تصرفّ و قدرت کا یقین ہی کم ہے۔ یا قیامت پر اس کا ایمان نہیں ہے۔ جزا سزا کی طرف سے نڈر ہے ورنہ حکم الٰہی کے خلاف دوسرے مصالح کو پیش نظر رکھنا اور دوستوں، عزیزوں، دولتمندوں، اور عزت والوں کی رعایت کرنا کسی طرح جائز نہیں۔

اس سورہ میں وہ آیت ہے۔ جس میں حق تعالیٰ نے نُور کی مثال، جو متمسک مشائخ، طریقت و چراغ راہ معرفت ہے۔ اس میں حدود اور مختلف آداب، احکام اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عصمت و طہارت کا بیان ہے اور ذکر حقوق نبی الرحمٰن ہے۔

یہ سورۃ بعض نہایت ضروری احکام، حدود امثال و مواعظ، حقائق توحید اور بہت ہی اہم تنبیہات و اصلاحات پر مشتمل ہے۔ اس کا سب سے زیادہ ممتاز اور سبق آموز حصّہ وہ ہے جس کا تعلق "قصۂ افک" سے ہے۔ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جو جھوٹی تہمت لگائی تھی۔ اس میں بعض سادہ لوح اور مخلص مسلمانوں کے پائے استقامت کو بھی قدرے لغزش ہو گئی تھی۔ جس کا خطرناک اثر نہ صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پوزیشن پر پڑتا تھا۔ بلکہ ایک حیثیت سے خود پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بارگاہ مجد و شرف تک پہنچتا تھا۔ اس لئے ضروری ہُوا کہ قرآن کریم پورے اہتمام اور قوت سے ایسی خوفناک غلط کاری یا غلط فہمی کی اصلاح کرے۔ اور ہمیشہ کے لئے ایمانداروں کے کان کھول دے تاکہ آئندہ کبھی دشمنوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ایسی ٹھوکر نہ کھائیں۔ پیغمبر علیہ السلام کا مرتبۂ رفیع یا اُمّہات المؤمنین کی پاک و محترم حیثیت ایسی نہیں کہ جس کے سمجھنے اور یاد رکھنے میں کوئی مسلمان کسی وقت بھی ذرا سا تساہل روا رکھے۔

شاید اِسی لئے سُورۃ کا آغاز اِن الفاظ سے فرمایا:—

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا الخ

تاکہ مخاطبین سمجھ لیں کہ اِس کے مضامین ایک خاص اہمیّت رکھتے ہیں۔ اور بہت زیادہ محفوظ رکھنے اور لازم پکڑنے کے مستحق ہیں۔ اور جو صاف صاف نصیحتیں اور کھری کھری باتیں اس سورۃ میں بیان فرمائی گئی ہیں۔ اس لائق ہیں کہ ہر مسلمان اُن کو حرزِ جان بنائے اور یاد رکھے۔ ایک منٹ کے لئے اُس سے غفلت نہ کرے۔ ورنہ دین و دنیا کی تباہی ہے۔

پہلا حکم

زانی اور زانیہ کی سزا

زانی اور زانیہ کی سزا ایک سو کوڑے ہیں۔ یہ سزا اُس زانی اور زانیہ کی ہے جو آزاد عاقل بالغ ہو اور نکاح کئے ہوئے نہ ہو یا نکاح کرنے کے بعد ہم بستری نہ کر چکے ہوں، اور جو آزاد نہ ہو اُس کے پچاس دُرّے لگتے ہیں۔ اس کا حکم پانچویں پارے کے اول رکوع کے ختم پر مذکور ہے۔ اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلّف ہی نہیں۔ اور جس مسلمان میں تمام صفتیں موجود ہوں۔ (حُرّیت، بلوغ، عقل نکاح اور ہم بستری سے فراغت، ایسے شخص کو محصن کہتے ہیں۔ اس کی سزا رجم (سنگسار

کرتا ہے۔ جیسا کہ سُورۂ مائدہ پ ۶ ع ۱۰ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ط

ترجمہ:۔ اور وہ تجھے کیسے منصف بنائیں گے۔ اور اُن کے پاس تو توارت ہے۔ جس میں اللہ کا حکم ہے۔ پھر اُس کے پیچھے پھرے جاتے ہیں۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی کے موافق فیصلہ کیا اور فرمایا۔ خدایا! میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جبکہ وہ اسے مٹا چکے تھے۔ پھر نہ صرف ان یہود کو بلکہ جس قدر واقعات اس قسم کے پیش آئے اُن سب میں زانی محصن کو آپ نے بھی رجم کی سزا دی اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل برابر اِسی قانونِ رجم پر رہا۔ بلکہ اہلسنّت والجماعت میں کسی ایک شخص نے بھی اس سے اختلاف کی جرأت نہ کی۔ گویا سُنّتِ متواترہ اور اجماعِ اہلِ حق نے بتلا دیا۔ کہ اِس مسئلہ میں شریعتِ محمدیّہ نے توراۃ کے حکم کو باقی رکھا ہے۔ جیسا کہ قتلِ عمد کی سزا قتل ہونا۔ قرآنِ کریم نے بحوالہ توارت بیان فرمایا تھا۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخ

اور مرتدین کے قتل کا بنی اسرائیل کو حکم دینا سورہ بقر میں بیان کیا گیا۔

فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

پھر ان ہی احکام کو اُمّتِ محمدیہ کے حق میں بھی قائم رکھا گیا۔

اگر اللہ پر یقین رکھتے ہو تو اُس کے احکام و حدود جاری کرنے میں کچھ پس و پیش نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ مجرم پر ترس کھا کر سزا بالکل روک لو یا اس میں کمی کرنے لگو۔ یا سزا دینے کی ایسی ہلکی اور غیر مؤثّر طرز اختیار کرو کہ سزا، سزا نہ رہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالےٰ حکیم مطلق اور تم سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ اُس کا کوئی حکم سخت ہو یا نرم مجموعۂ عالم کے حق میں حکمت و رحمت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اگر تم اُس کے احکام و حدود کے اجراء میں کوتاہی کرو گے تو آخرت کے دن تمہاری پکڑ ہو گی —!

سزا تنہائی میں نہیں بلکہ مسلمانوں کے مجمع میں دینی چاہیئے۔ کیونکہ اس رُسوائی میں سزا کی تکمیل و تشہیر، اور دیکھنے سننے والوں کے لئے سامانِ عبرت ہے۔ اور شاید یہ بھی غرض ہو کہ دیکھنے والے مسلمان اُس کی حالت پر

رحم کھا کر عفو و مغفرت کی دعاء کریں گے۔

دُوسرا حکم

متعلق نکاح زانی مرد و عورت

جو مرد یا عورت زنا کی بُری عادت میں مبتلا ہیں۔ حقیقت میں وہ اِس لائق نہیں رہتے کہ کسی پاکدامن مسلمان سے اُن کا تعلق ازدواج قائم کیا جائے۔ اُن کی پلید طبیعت اور میلان کے مناسب تو یہ ہے۔ کہ ایسے ہی کسی بدکار و تباہ حال مرد و عورت سے یا اِس سے بدتر سے تعلقات کی اجازت دی جائے۔!

مطلب یہ ہے۔ کہ جو لوگ زنا کے عادی ہوں اور ابھی انہوں نے توبہ نہیں کی۔ بلکہ اُسی عادت پر ہیں۔ اُن کی اصلی رغبت زنا کی طرف ہوتی ہے۔ اور اُسی میں اُن کو زیادہ لذّت محسوس ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اُن کو جو عورت پسند آتی ہے۔ اوّل اُن کا مقصود یہی ہوتا ہے۔ کہ اُس سے زنا میسّر آئے۔ اور یہ اُن کے ساتھ زانیہ ہونا گوارا کرلے۔ اور جب اس کوشش میں ناکامی ہوتی ہے تو ہار کر نکاح ہی کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان دونوں حالتوں میں ان لوگوں کے نزدیک زیادہ مرغوب پہلی ہی حالت ہوتی ہے اور نکاح کو دل سے پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ نکاح سے جو مقاصد (حصول اولاد و حقوق زوجیت وغیرہ ہیں۔) اُن کو وبال سمجھتے ہیں۔ چونکہ اُن کا مقصود اصلی زنا ہوتا ہے۔ اس لئے اُن کی رغبت مخصوص مؤمنات کے ساتھ نہیں ہوتی۔ بلکہ مشرکات کی طرف ہوتی ہے۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ (پ۱۸ ع۷)

ترجمہ:۔ بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر بدکار یا مشرک عورت سے۔ اور بدکار عورت سے نہیں نکاح کرتی مگر بدکار مرد یا مشرک۔

حکم حدّ قذف

"جو لوگ حفاظت والیوں پر عیب لگاتے ہیں۔ پھر وہ چار مرد شاہد نہ لائیں۔ تو اُن کو اسّی دُرّے مارو۔ اور اُن کی کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور وہی لوگ نافرمان ہیں۔ مگر جنہوں نے توبہ کرلی اس کے پیچھے اور سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (پ۱۸ ع۷)

اگر ایسی پاکدامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں۔ جن کا بدکار ہونا کسی دلیل یا قرینہ شرعیہ سے ثابت نہیں۔ اور یہی حکم پاکباز مردوں پر تہمت لگانے کا ہے۔ اگر چار گواہ پیش کر دیئے۔ اور اُن کی شہادت بقاعدہ شریعت پوری اُتری تب تو مقذوف یا مقذوفہ (جس پر تہمت لگائی گئی ہو) پر حدّ زنا جاری کی جائے گی۔ ورنہ قاذف (تہمت لگانے والے) پر ۸۰ دُرّے لگائے جائینگے اور آئندہ ہمیشہ کے لئے معاملات میں اُس کی شہادت مردُود سمجھی جائیگی۔

حکم چہارم

لعان

اور جو لوگ اپنی منکوحہ بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور اُن کے پاس سوائے اپنے دعوےٰ کے اور کوئی گواہ نہ ہو۔ جن کا عدد میں چار ہونا ضروری ہے۔ تو اُن کی شہادت یہی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں۔ کہ بے شک میں سچّا ہوں۔ اور پانچویں بار یہ کہیں۔ کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں جھُوٹا ہوں۔ اور اس کے بعد اس عورت سے سزائے حبس یا حدّ زنا اِس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر کہے کہ بے شک یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو۔ اگر یہ سچّا ہو۔ اس طریق سے دونوں سزا سے بچ سکتے ہیں۔ البتہ وہ عورت اُس مرد پر حرام ہو جائے گی۔

اے مردو اور عورتو! تم پر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا اگر یہ بات نہ ہوتی۔ کہ اُس نے ایسے ایسے احکام مقرّر کئے۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے۔ ورنہ تم بہت بڑی مصرتوں میں پڑ جاتے۔

پانچواں حکم

استیذان

بغیر اجازت کسی دوسرے کے گھر میں نہ گھُس جائیے۔ کیا جانے وہ کس حال میں ہو۔ اور اس وقت کسی کا اندر آنا پسند کرتا ہے یا نہیں۔ لہذا اندر جانے سے پہلے آواز دے کر اجازت حاصل کرے۔ اور سب سے بہتر آواز حدیث میں سلام کی ہے۔ کہ تین مرتبہ سلام کرے اور داخل ہونے کی اجازت لے۔ اگر تین بار سلام کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ فی الحقیقت یہ ایسی حکیمانہ تعلیم ہے۔ کہ اگر اس کی پابندی کی جائے۔ تو صاحب خانہ اور ملاقاتی دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ مگر افسوس آج مسلمان اِن مفید ہدایات کو ترک کرتے جاتے ہیں۔ جن کو دوسری قومیں انہی سے سیکھ کر ترقی کر رہی ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (پ۱۸ ع۱۰)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا کسی گھر میں مت جایا کرو۔ جب تک کہ اجازت نہ لے لو۔ اور اُن گھر والوں پر سلام کر لو۔ تمہارے حق میں یہ بہتر ہے تا کہ تم یاد رکھو۔

چھٹا حکم

غضّ بصر

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰی لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ الخ (پ۱۸ ع۱۰)

ترجمہ:۔ ایمان والوں کو کہہ دیجئے کہ وہ اپنی آنکھ ذرا نیچی رکھیں۔ اور اپنے سَتر کو تھامتے رہیں۔ اس میں اُن کے لئے سُتھرائی ہے۔ بے شک اللہ کو خبر ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اور ایمان والیوں کو کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں ذرا نیچی رکھیں۔ اور اپنے سَتر کو تھامتی رہیں اور اپنا سنگار نہ دکھلائیں۔ مگر جو کھُلی چیز ہے اُس میں سے۔ اور اپنے گریبان پر اپنی اوڑھنی ڈال لیں۔ اور محرم کے سوا کسی کے سامنے اپنا سنگار نہ کھولیں۔

(مطلب):۔ یہ نظر بازی زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔ اس سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھُلتا ہے۔ قرآن کریم نے بدکاری اور بیحیائی کا انسداد کرنے کے لئے اوّل اسی سوراخ کو بند کرنا ضروری قرار دیا۔ یعنی ہر مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا۔ کہ بد نظری سے بچیں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں۔

ہاتھ سے چھُونا اور شہوت انگیز باتیں کرنا، بلکہ دل میں اس کا قصد کرنا بھی گناہ ہے۔ زنا کرنے سے سینکڑوں بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ مثلاً (۱) دشمن کا غلبہ (۲) رزق کی تنگی (۳) عزّت و ہیبت کی بربادی (۴) عمر میں بے برکتی اور صحت کی تباہی (۵) ملک و دولت کی بربادی (۶) وباؤں اور بیماریوں کا پھیلنا (۷) رُوح پر تاریکی و پژمردگی (۸) پاکبازوں کی نظر میں ذلّت و حقارت (۹) خدا تعالےٰ کا قہر اور عذابِ جہنم (۱۰) دُعا میں بے اثری۔

ساتواں حکم

نکاح و اِنکاح

وَ اَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَ اِمَآئِکُمْ الخ (پ۱۸ ع ۱۰) -

ترجمہ :- اور رانڈوں کا اپنے اندر نکاح کردو - اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں - اگر وہ مفلس ہونگے تو اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ کشائش والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے -

مطلب :- جن کا نکاح نہیں ہُوا - یا ہو کر بیوہ اور رنڈوے ہو گئے تو مناسب موقعہ ملنے پر اُن کا نکاح کر دیا کرو - حدیث میں نبی کریمؐ نے فرمایا - اے علیؓ ! تین کاموں میں دیر نہ کر ، نماز فرض کا جب وقت آ جائے - جنازہ جب موجود ہو - اور رانڈ عورت جب اُس کا کُفو مل جائے - لونڈی غلام کو اگر اس لائق سمجھو کہ وہ حقوقِ زوجیت ادا کر سکیں گے - تو اُنکا بھی نکاح کر دو -

آٹھواں

عجز نکاح پر صبر کا حکم

وَ لْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَ هُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ الخ (پ۱۸ ع ۱۰) -

ترجمہ :- اور جن کو نکاح کا سامان نہیں ملتا وہ اپنے آپ کو تھامتے رہیں - جب تک کہ اللہ اُن کو اپنے فضل سے مقدور دے ---- !

مطلب :- جن کو فی الحال اتنا بھی مقدور نہیں ہے کہ کسی عورت کو نکاح میں لا سکیں - تو جب تک خدا تعالیٰ مقدور دے چاہیئے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھیں - اور پاکدامن رہنے کی کوشش کریں - کچھ بعید نہیں کہ اِسی ضبطِ نفس اور عفّت کی برکت سے حق تعالےٰ اُن کو غنی کر دے - اور نکاح کے بہترین مواقع مہیّا فرما دے -

حکم نہم

کتابت مملوک اور اُسکی امداد

وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا ۵ (پ۱۸ ع ۱۰) -

ترجمہ :- اور جو لوگ مال دے کر آزادی کی لکھت چاہیں - اُن میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں - تو اُن کو لکھ کر دے دو - اگر اُن میں کچھ نیکی سمجھو - اور اُن کو اللہ کے مال میں سے دو - جو اُس نے تم کو دیا ہے -

مطلب :- یہ دولتمند مسلمانوں کو فرمایا کہ ایسی لونڈی غلام کی مالی امداد کرو - خواہ زکوٰۃ سے یا عام صدقات وخیرات وغیرہ سے ، تاکہ وہ جلد آزادی حاصل کر سکیں - اور اگر مالک بدلِ کتابت کا کوئی حصّہ معاف کر دے - یہ بھی بڑی امداد ہے -

دسواں حکم

اِکراہ علی الزّنا

وَ لَا تُکْرِهُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ط وَ مَنْ یُّکْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِکْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۵ (پارہ ۱۸ ع ۱۰) -

ترجمہ :- اور اپنی چھوکریوں پر بدکاری کے واسطے زبردستی نہ کرو - اگر وہ بچے رہنا چاہیں کہ تم دُنیا کی زندگی کا اسباب کمانا چاہو اور جو کوئی اُن پر زبردستی کریگا - تو اللہ اُنکی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے -

مطلب :- جاہلیّت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے - عبداللہ ابن اُبیّ رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے بدکاری کروا کر روپیہ حاصل کرتا تھا - اُن میں سے بعض مسلمان ہو گئیں - تو اُنہوں نے اس بُرے فعل سے انکار کر دیا - اس پر وہ ملعون زدو کوب کرتا تھا - زنا ایسی بُری چیز ہے جو جبر و اکراہ کے بعد بھی بُری رہتی ہے - لیکن حق تعالیٰ محض اپنی رحمت سے مُکرہ کی بے بسی اور بے چارگی کو دیکھ کر درگزر فرماتا ہے -

قصّہ اِفک

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ ط لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّکُمْ ط بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ط الخ (پ۱۸ ع ۱۰)

ترجمہ :- جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں تم ہی میں ایک جماعت ہے - تم اِس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو - بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے - اِن میں سے ہر ایک آدمی کے لئے اُتنا ہی ہے - جتنا اُس نے گناہ کمایا - اور جس نے اس کا بڑا بوجھ اُٹھایا ہے اُس کے واسطے بڑا عذاب ہے -

مطلب :- یہاں سے اس طوفان کا ذکر ہے - جو حضرت عائشہؓ صدّیقہ پر اُٹھایا گیا :---

واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶ھ میں غزوہ بنی المصطلق سے واپس مدینہ منورہ میں تشریف لا رہے تھے - حضرت عائشہ صدّیقہؓ بھی ہمراہ تھیں - اُن کی سواری کا اُونٹ علیحدہ تھا - وہ ہَودہ میں پَردہ چھوڑ کر بیٹھ جاتیں - جمّال (اونٹ والے) ہَودے کو اونٹ پر باندھ دیتے - ایک منزل پر قافلہ ٹھہرا ہُوا تھا - کُوچ سے ذرا پہلے ... حضرت عائشہؓ کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی - جس کے لئے قافلے سے علیحدہ ہو کر جنگل کی طرف تشریف لے گئیں - وہاں اتفاق سے اُن کا ہار ٹوٹ کر گر گیا - اُس کی تلاش میں دیر لگ گئی - یہاں پیچھے کُوچ ہو گیا - جمّال حسب عادت اونٹ پر ہودہ باندھنے آئے - اور اُس کے پَردے پڑے رہنے سے گمان کیا - کہ حضرت عائشہؓ اس میں تشریف رکھتی ہیں - اُٹھاتے وقت بھی شبہ نہیں ہُوا - کیونکہ ان کی عمر تھوڑی تھی - اور بدن بھی ہلکا پھلکا تھا - غرض جمّالوں نے ہودہ باندھ کر اُونٹ کو چلتا کر دیا - حضرت عائشہؓ واپس آئیں تو وہاں کوئی نہ تھا - نہایت استقلال سے اُنہوں نے یہ رائے قائم کی - کہ یہاں سے اَب جانا خلافِ مصلحت ہے - جب آگے جا کر میں نہ ملوں گی - تو یہیں تلاش کرنے آئیں گے - آخر وہیں قیام کیا - رات کا وقت تھا - نیند کا غلبہ ہُوا - وہیں لیٹ گئیں --- !

حضرت صفوان بن معطلؓ گرے پڑے کی خبرگیری کی غرض سے قافلہ کے پیچھے کچھ فاصلے پر رہا کرتے تھے - وہ اِس موقعہ پر صبح کے وقت پہنچے - دیکھا کوئی آدمی پڑا سوتا ہے - قریب آ کر پہچانا - کہ حضرت عائشہؓ ہیں - (کیونکہ پردہ کا حکم آنے سے پہلے اُنہوں نے اُن کو دیکھا تھا) دیکھ کر گھبرا گئے - اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا - جس سے اُن کی آنکھ کھل گئی - فوراً چہرہ چادر سے ڈھانک لیا - حضرت صفوانؓ نے اُونٹ ، اُن کے قریب ، لا کر بٹھلا دیا - یہ اُس پر پردہ کے ساتھ سوار ہو گئیں - انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر دوپہر کے وقت قافلہ میں جا ملایا -

عبد اللہ ابن اُبیّ بڑا خبیث ، بدباطن اور رسول اللہؐ کا دشمن تھا - اُسے ایک بات ہاتھ لگ گئی - اور بدبخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا - اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی - (مثلاً مردوں میں سے حضرت

حسان، حضرت مسطح - اور عورتوں میں سے حضرت حمنہ بنت جحش، منافقین کے مغویانہ پروپیگنڈا سے متاثرؓ ہو کر اس قسم کے افسوسناک تذکرے کرنے لگے - عموماً مسلمانوں کو اور خود جناب رسول کریمؐ کو اس قسم کے واہیات تذکروں سے سخت صدمہ تھا - ایک مہینہ تک یہی چرچا رہا - حضورؐ سنتے اور بغیر تحقیق کے کچھ نہ کہتے مگر دل میں خفا رہتے - !

ایک ماہ بعد اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کو اس شہرت کی اطلاع ہوئی - شدتِ غم سے بے تاب ہو گئیں - اور بیمار پڑ گئیں - شب و روز روتی تھیں - ایک منٹ کے لئے آنسو نہ تھمتے تھے - اسی دوران میں بہت سے واقعات پیش آئے - اور گفتگوئیں ہوئیں — !

آخر حضرت عائشہ صدیقہؓ کی برأت میں خود حق تعالےٰ نے قرآن کریم میں سورہ نور کی مذکورہ آیت سے دُور تک بہت سی آیات نازل فرمائیں - جن پر حضرت عائشہ صدیقہؓ فخر کیا کرتی تھیں - اور بلاشبہ جتنا فخر کریں تھوڑا ہے -

طوفان اُٹھانے والے خیر سے وہ لوگ ہیں - جو جھوٹ، یا سچ اسلام کا نام لیتے اور اپنے آپ کو مسلمان بتلاتے ہیں - اُن میں سے چند آدمیوں نے مل کر یہ سازش کی اور کچھ لوگ، نادانستہ اُن کی عیارانہ سازش کا شکار ہو گئے - تاہم خدا کا احسان ہے - کہ جمہور مسلمان اُن کے جال میں نہیں پھنسے -

جس شخص نے اس فتنہ میں جس قدر حصہ لیا - اُسی قدر گناہ سمیٹا اور سزا کا مستحق ہوا - مثلاً بعض خوش ہو کر اور خوب مزے لے کر ان واہیات باتوں کا تذکرہ کرتے تھے - بعض اظہارِ افسوس کے طرز میں - بعض بات چھیڑ کر مجلس میں چرچا اُٹھا دیتے اور آپ خود چپکے سے سُنا کرتے - بعض سُنکر تردد میں پڑ جاتے - بہت سے خاموش رہتے - اور بہت سے سُن کر جھٹلا دیتے - ان پچھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو درجہ بدرجہ کم و بیش الزام دیا اور سب سے بڑا مفسد اور عیار منافقوں کا سردار عبداللہ ابن اُبیؔ تھا - یہی خبیث لوگوں کو جمع کرتا اور اُبھارتا اور نہایت چالاکی سے خود دامن بچا کر دُوسروں سے اس کی اشاعت کرایا کرتا تھا - اُس کے لئے آخرت میں تو بڑا عذاب ہے ہی - دُنیا میں بھی ملعون خوب ذلیل و رُسوا ہوا اور قیامت تک اسی ذلّت و خواری سے یاد کیا جائیگا۔

مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے مسلمان بھائی بہنوں سے حسنِ ظن رکھے - اور جب سُنے کہ لوگ ایک نیک شخص پر یُونہی رجماً بالغیب بُری تہمتیں لگاتے ہیں - تو اپنے دل میں ایسے خیالات کو راہ نہ دے - بلکہ اُن کو جھٹلائے - پیغمبرؐ نے فرمایا - کہ جو کوئی پیٹھ پیچھے مسلمان بھائی کی مدد کرے - اللہ پیٹھ پیچھے اُس کی مدد کریگا - بے تحقیق تہمتیں تراشنا ایمان سے بعید ہے -

بُہتان کا واقعہ

مندرجہ تجرید البخاری

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے - کہ جب حضور انورؐ کسی سفر میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج میں قرعہ ڈالا کرتے - جس بی بی کا نام نکل آتا - اُسی کو ہمراہ لے جاتے چنانچہ اسی قاعدہ کے مطابق بنی مصطلق کے جہاد میں آپ نے جاتے وقت اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کی - اس میں میرا نام نکل آیا - میں حضور انورؐ کے ہمراہ چلی - چونکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا - اس لئے میں پردہ کے کجاوہ میں سوار کی جاتی - اس کجاوے کو اونٹ پر چڑھا دیا جاتا - اُسی کو اُتار لیا جاتا - جب حضورؐ جہاد سے فارغ ہو گئے اور مدینہ کو واپس چلے - مدینہ کے قریب پہنچ کر حضور انورؐ نے ایک جگہ قیام کیا - (شب گزار کر) جب حضور انورؐ نے کوچ کا اعلان کیا - میں نے خیال کیا کہ میں قضائے حاجت سے فارغ ہو جاؤں - یہ خیال کر کے کجاوہ سے نکلی اور قضائے حاجت کے واسطے قافلہ سے بہت فاصلہ پر چلی گئی - وہاں سے فارغ ہو کر پھر اپنے مقام پر آئی - اتفاقاً میرا ہاتھ گلے پر جا پہنچا - معلوم ہوا - کہ گلے میں شہر ظفار کا ہار کہیں ٹوٹ کر گر گیا میں اُس کی تلاش کرنے کو اُسی مقام پر واپس گئی - وہاں تلاش کرتے کرتے مجھے بہت عرصہ لگا - اُدھر جو لوگ میرے کجاوے کو اُونٹ پر رکھا کرتے تھے - انہوں نے اُٹھا کر اُونٹ پر رکھ دیا - یہ خیال کیا - کہ شاید میں اُس میں بدستور موجود ہوں - چونکہ اُس وقت میں بہت ہلکی پھُلکی تھی - کسی کو احساس نہ ہوا - اس لاعلمی میں کجاوہ کس دیا گیا - اس کے علاوہ میں نوعمر بھی تھی - اور نوعمر لڑکیاں اکثر نحیف ہوا کرتی ہیں - الغرض قافلے والے وہاں سے کوچ کر گئے - لشکر کے جانے کے بعد مجھ کو ہار مل گیا - میں وہاں سے ہار لئے ہوئے اپنے اصلی مقام پر آئی - کیا دیکھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں - تمام قافلہ کوچ کر گیا - میں اُسی مقام پر بیٹھ گئی - کہ جب یہ لوگ مجھ کو کجاوے میں نہ دیکھیں گے - تو ضرور میری تلاش میں اسی مقام پر آئیں گے - بیٹھے بیٹھے مجھ کو وہاں نیند آ گئی - حضرت صفوان ابن معطلؓ جو قافلہ کے پیچھے رہا کرتے اس غرض سے کہ جس کی کوئی چیز رہ گئی ہو وہ اُٹھا لیں - جب صبح کو وہ میرے مقام پر پہنچے تو اُن کو دُور سے انسانی شکل معلوم ہوئی - وہ قریب آئے - چونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے وہ مجھ کو دیکھ چکے تھے - انہوں نے مجھ کو پہچان کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا - اُن کی آواز سُن کر میری آنکھ کھُل گئی - اُنہوں نے اپنی اونٹنی کے اگلے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھا - میں اُس پر سے اُوپر چڑھ گئی - آپ اونٹنی کی مہار پکڑ کر چلنے لگے - حتیٰ کہ لشکر میں پہنچ گئے - اس وقت لشکر دھوپ کی گرمی کی وجہ سے ایک میدان میں مقیم تھا - اتنے عرصہ میں جس شخص کو فتنہ پردازی مقصود تھی - اس نے فتنہ اٹھا کر کھڑا کر دیا - اس کا بانی عبداللہ ابن ابی سلول منافق تھا - ہم لوگ وہاں سے کوچ کر کے مدینہ میں پہنچے - میں پہنچ کر بیمار ہو گئی - اور یہ بہتان کی خبر مدینہ میں روز بروز ترقی کرتی رہی - اور میں اپنی بیماری کے زمانہ میں حضورؐ کے الطاف اور مہربانیوں میں کمی دیکھ کر مشکوک ہوتی کہ کیا بات ہے - حضور انورؐ کی وہ مہربانیاں جو مجھ پر ہوا کرتی تھیں - اب نہیں ہوتیں - صرف حضور انورؐ گھر میں تشریف لا کر اتنا دریافت فرمایا کرتے تھے - کہ تم کیسی ہو اور سلام علیک کر کے تشریف لے جاتے - میں اس بیماری میں نہایت کمزور ہو گئی تھی - ایک دن میں اور اُم مسطح قضائے حاجت کے واسطے رات کے وقت جنگل کو گئیں - یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ ہمارے مکانوں میں بیت الخلاء بنے ہوئے نہیں تھے - جاہلیت کے لوگوں کی طرح ہم لوگ قضائے حاجت کے لئے جنگل کو جایا کرتے - ایک رات جاتے - دوسری رات تک کے واسطے فارغ ہو جاتے - الغرض مقام مناصع (جو ہمارے قضائے حاجت کا مقام تھا) کو چلے - واپسی میں اُم مسطح اپنی چادر میں اُلجھ کر گر پڑیں - اُن کے منہ سے نکلا - خدا کرے مسطح مارا جائے - میں نے ان سے کہا - یہ الفاظ بہت بُرے ہیں ایسے

شخص کے متعلق جو جنگِ بدر میں شریک ہوا ہو۔ ایسے الفاظ کہنا غیر مناسب ہے۔ انہوں نے کہا۔ کیا تم کو وہ بات معلوم نہیں ہے۔ جو اُس نے کی؟ اور لوگوں میں مشہور ہو رہی ہے۔ میں نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے بہتان کا تمام واقعہ بیان کیا۔ میں اس واقعہ کو سُن کر پہلے سے بھی زیادہ بیمار ہو گئی۔ جب گھر واپس آئی۔ تو حضور انورؐ بھی تشریف لے آئے۔ سلام کے بعد دریافت کیا، تم کیسی ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ میرا اس سے مقصد یہ تھا کہ والدین کے گھر جا کر اس خبر کی تحقیق کر لوں۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے مجھ کو اجازت دیدی۔ میں مکان پر پہنچی۔ والدہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا لوگوں میں کوئی خبر مشہور ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا بیٹی! تم اپنی حالت کو درست رکھو۔ بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کی بیوی خوبصورت ہو اور اُس کی سوکنیں بھی ہوں۔ تو ایسی باتیں ضرور پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ میں روتی ہوئی اپنے گھر آ گئی۔ اُس وقت سے نہ میرے آنسو رُکتے نہ مجھ کو نیند آتی۔

اُدھر رسول اللہؐ نے وحی میں تاخیر ہونے کی وجہ سے میرے بارہ میں مشورہ لینے کو حضرت علیؓ اور اُسامہ بن زید کو بُلایا۔ اُن سے مشورہ طلب کیا۔ اُسامہ نے اپنی طبیعت کے موافق مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ وہ آپ کی بی بی ہیں۔ ہم کو اُن میں سوائے بہتری کے اور کوئی نقصان نظر نہیں آتا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں تنگی نہیں کی ہے۔ آپ بریرہؓ سے دریافت کر لیجئے۔ وہ آپ کو بالکل سچ بتلا دیگی۔ حضور انورؐ نے بریرہؓ کو طلب کیا۔ ان سے دریافت کیا۔ اے بریرہؓ کیا تم نے کوئی عیب عائشہؓ میں دیکھا ہے بریرہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! اُس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر نازل فرمایا۔ میں نے حضرت عائشہؓ میں آج تک کوئی عیب کی بات نہیں دیکھی۔ صرف اتنی بات ہے۔ کہ نو عمر لڑکی ہیں۔ آٹا کھُلا چھوڑ کر سو جاتی ہیں۔ بکری آ کر کھا لیتی ہے۔ یہ سُن کر حضور انورؐ فوراً اٹھے عبداللہ ابن سلول کی طرف سے کسی عذر کرنے والے کو طلب فرمایا۔ جو اُس کی طرف سے عذر کرے۔ فرمایا۔ کہ میں اپنے اہل میں کسی قسم کی کوئی بُرائی نہیں دیکھتا۔

جس شخص نے مجھ کو میری اہلیہ کے متعلق بہتان لگا کر تکلیف پہنچائی ہے۔ وہ مجھ سے عذر خواہی کرے۔ کیونکہ جس طرفِ ثانی کے متعلق لوگوں نے بدگوئی اُٹھا کر کھڑی کی ہے۔ میں ان کو نیک اور خیر سے موصوف دیکھتا ہوں۔ میرے گھر میں وہ کبھی آتے جاتے نہیں۔ حضور انورؐ کا یہ کلام سُن کر حضرت سعد ابن معاذؓ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہؐ! اس شخص کی طرف سے ہم آپؐ کو معذور خیال کرتے ہیں۔ اگر وہ قبیلہ اوس میں سے ہے۔ تو آپؐ ہم کو حکم دیں تاکہ ہم اُس کی گردن اُڑا دیں۔ اور اگر وہ قبیلہ خزرج میں داخل ہے۔ تو آپ اس کے متعلق ہم کو جو حکم فرمائیں گے۔ ہم کرنے کے واسطے تیار ہیں۔ یہ سُنتے ہی حضرت سعدؓ ابن عبادہ کھڑے ہوئے۔ اگرچہ یہ مسلمان نیک طینت آدمی تھے۔ لیکن اپنی قوم خزرج کے سردار تھے۔ اُن کی حمیت نے آپ کے اندر جوش پیدا کر دیا۔ عرض کیا۔ نہیں سعد۔ تم بالکل جھوٹ کہتے ہو۔ اس شخص کو تم ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ پھر تو حضرت اسید ابن حضیرؓ کو جوش آ گیا۔ فرمانے لگے۔ سعد ابن عبادہ! تم جھوٹے ہو۔ خدا کی قسم ہم اس کو قتل کریں گے۔ اُس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ تم منافق ہو کر منافقوں کی طرفداری کرتے ہو۔ یہ معاملہ اتنا بڑھا کہ قبیلہ اوس و خزرج باہم جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضور انورؐ یہ صورتِ حال دیکھ کر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ لوگوں کو خاموش کیا۔ سب میں خاموشی چھا گئی۔ خود آنحضرتؐ بھی خاموش ہو گئے۔ لیکن میرا یہ حال تھا۔ کہ ساری ساری رات نیند نہ آتی اور آنکھ سے آنسو نہ تھمتے۔ ایک دن صبح کو میرے والدین میرے یہاں تشریف لائے۔ مجھ کو دو دن اور دو راتیں متواتر روتے گزر چکی تھیں۔ مجھ کو یہ معلوم تھا۔ کہ اگر میری یہی حالت رہی تو میرا جگر پھٹ جائیگا۔

الغرض میرے والد اور والدہ دونوں میرے قریب بیٹھ گئے۔ میں بدستور رو رہی تھی۔ اتنے میں ایک انصاری عورت نے آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اُس کو بھی اندر بُلا لیا۔ وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر مجھے روتا دیکھ کر رونے لگی۔ اُس وقت ... حضور انورؐ تشریف لے آئے۔ میرے پاس بیٹھ گئے۔ ایک ماہ گزر چکا تھا اس بہتان کے واقعہ کی ابتداء سے آج تک حضور انورؐ

میرے قریب نہ بیٹھے تھے۔ حمد و ثنا کے بعد حضور نے فرمایا۔ اے عائشہ! اگر تم اس بہتان سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ عنقریب تمہاری برأت بذریعہ وحی نازل فرمائے گا۔ اور اگر تم نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا ہے تو تم خدا تعالیٰ سے توبہ کرو۔ جب کوئی بندہ گناہ کر کے توبہ کرتا ہے۔ تو اپنے گناہ پر نادم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضور انورؐ کا کلام ختم ہوتے ہی میرے آنسو ایسے خشک ہوئے۔ کہ مجھ کو ان کا اثر بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا۔ کہ آپ میری طرف سے رسولِ خداؐ کو جواب دیں۔ انہوں نے کہا۔ بیٹی! میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ میں حضورؐ کو کیا جواب دوں؟ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ بیٹی! میری عقل بھی حیران ہے کہ حضور انورؐ کو کیا جواب دوں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ میں نو عمر لڑکی تھی۔ زاید از قرآن کچھ نہ جانتی تھی لیکن باوجود اس کے میں نے عرض کیا۔ کہ خدا کی قسم مجھ کو یہ یقین ہو چکا ہے۔ کہ جو کچھ لوگوں نے میرے متعلق مشہور کر رکھا ہے وہ آپ حضرات کے دل میں اس قدر پختہ ہو گیا ہے۔ کہ اگر میں اس سے اپنی برأت ظاہر کر دوں۔ (حالانکہ خدا کو علم ہے۔ کہ میں اس سے بری ہوں) لیکن آپ کو اس کا یقین نہ آئے گا۔ اور اگر میں اس میں سے کسی امر کے متعلق اقرار کر دوں۔ اگرچہ خدا کو خوب معلوم ہے۔ کہ میں اس سے بالکل پاک ہوں۔ لیکن اِس اقرار پر آپ حضرات کو ضرور یقین آ جائے گا۔ خدا کی قسم اس وقت میرا کام وہی ہے جو حضرت یوسفؑ کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا۔ اب میں صبرِ جمیل ہی اختیار کروں گا۔ خدا ہی میرا مددگار ہے۔ چنانچہ میں بھی اپنے کام کو خدا کے سپرد کر کے صبرِ جمیل اختیار کرتی ہوں۔ تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو میں اس کے متعلق خدا سے امداد چاہتی ہوں۔ یہ کہتی ہوئی میں اپنے بستر کی طرف چلی۔ کہ خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو اِس قابل خیال نہیں کرتی کہ خدا تعالیٰ بذریعہ وحی میری برأت نازل فرمائے گا۔ اور وہ آیات قرآن میں تلاوت کی جائیں گی۔ میں اپنے آپ کو اس سے بالکل کمتر خیال کرتی ہوں۔ حالانکہ مجھ کو اتنی امید ضرور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حضورؐ کو کوئی ایسی خواب دکھلائے گا۔ جس سے

میں بری ہو جاؤں گی ۔ پس اسی گفتگو میں تھی ۔ اور سب بیٹھے ہوئے تھے ۔ کہ آنحضرتؐ پر وحی نازل ہونے لگی ۔ اور حضورؐ پسینہ میں شرابور ہو گئے ۔ پسینہ کے قطرات حضورؐ کے چہرۂ مبارک سے موتیوں کی طرح ٹپکنے لگے ۔ باوجود اس کے کہ سردی کا دن تھا ۔ لیکن وحی کے وقت حضور انورؐ کی یہی حالت ہو جایا کرتی تھی ۔ جب حضور انورؐ کی حالت وحی جاتی رہی ۔ حضورؐ مسکراتے ہوئے میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے ۔ اے عائشہؓ! اب تم خوش ہو کر خدا کا شکر کرو ۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو بری کر دیا ۔

یہ سن کر میری والدہ نے کہا کہ اے عائشہؓ! اٹھو حضورؐ کا شکریہ ادا کرو ۔ میں نے کہا ۔ کہ نہیں میں خدا کے سوا کسی کا شکریہ ادا نہیں کروں گی ۔ پھر حضور انورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ الخ

الغرض جب اللہ تعالیٰ نے میرے بری ہونے کے متعلق قرآن کی آیتیں نازل فرما دیں ۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ۔ کہ اب میں کبھی مسطح پر خرچ نہیں کروں گا ۔ کیونکہ رشتہ داری کی وجہ سے حضرت مسطح کے تمام اخراجات حضرت ابوبکرؓ کے ذمہ تھے ۔ حضرت ابوبکرؓ کے یہ کہتے ہی اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں ۔

وَلَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی ۝
(پ ۱۸ ع ۹) ۔

اس آیت کے نازل ہوتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے کہا ۔ کہ مجھ کو خدا کی مغفرت مطلوب ہے ۔ میں مسطح پر خرچ کرنا نہ چھوڑوں گا ۔ حضرت ابوبکرؓ یہ کہہ کر مسطح کی طرف چلنے لگے ۔ اور حضور انورؐ نے زینبؓ سے دریافت کیا کہ زینبؓ تمہارا حضرت عائشہؓ کی نسبت کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا ۔ یا رسول اللہؐ! میں اپنے آنکھ اور کان دونوں کو گناہ سے محفوظ رکھوں گی ۔ میں نے حضرت عائشہؓ میں کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی ۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ۔ کہ یہ حضور انورؐ کی وہ بیوی تھیں ۔ جو میری ہمسری کا دعوےٰ کرتی تھیں ۔ اور مجھ سے بے حد رشک رکھتی تھیں ۔ لیکن اللہ نے ان کو تقویٰ کی وجہ سے میری برائی کرنے سے بچایا ۔ اور حضور انورؐ سے انہوں نے میرے متعلق اچھے الفاظ کہے ۔

فضائل حضرت عائشہ صدیقہؓ

(۱) آپ کی تصویر حضورؐ کو خواب میں دکھلائی گئی ۔

(۲) آپ کی گود میں حضورؐ کی وفات ہوئی ۔

(۳) آپ ہی کے حجرہ میں رسول کریمؐ مدفون ہوئے ۔ جس کی وجہ سے وہ حجرہ شریف عرش و کرسی پر بھی فوقیت رکھتا ہے ۔

(۴) آپ کی پاکدامنی آسمان سے اتری ۔

مثالِ نور

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَهْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝
(پ ۱۸ ع ۱۱) ۔

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین کی روشنی اللہ ہے ۔ اس کی روشنی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو ۔ اور اس میں چراغ ہو ۔ وہ چراغ شیشہ میں دھرا ہو ۔ وہ شیشہ تارے کی طرح چمکتا ہو ۔ اس میں ایک مبارک درخت زیتون کا تیل جلتا ہو ۔ وہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے ۔ اگرچہ اس میں آگ نہ لگی ہو ۔ روشنی پر روشنی ہے ۔ اللہ اپنی روشنی کی جس کو چاہے راہ دکھلا دیتا ہے ۔ اور اللہ لوگوں کے واسطے مثالیں بیان کرتا ہے ۔ اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے ۔ لیکن مؤمنین مہتدین کو نورِ الٰہی سے ہدایت و عرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے اس کی مثال ایسی سمجھو گویا مومن قانت کا جسم ایک طاق کی طرح ہے ۔ جس کے اندر ایک ستارہ کی طرح چمکدار شیشہ (قندیل) رکھا ہو ۔ یہ شیشہ اس کا قلب ہوا ۔ جس کا تعلق عالمِ بالا سے ہے ۔ اس شیشہ (قندیل) میں معرفت و ہدایت کا چراغ روشن ہے یہ روشنی ایسے صاف اور لطیف تیل سے حاصل ہو رہی ہے ۔ جو ایک نہایت ہی مبارک درخت (زیتون) سے نکل کر آیا ہے ۔ اور زیتون بھی جو کسی حجاب سے نہ مشرق میں ہو ، نہ مغرب میں ، یعنی کسی طرف دھوپ کی روک نہیں ۔ کھلے میدان میں کھڑا ہے ۔ جس پر صبح و شام دونوں وقت کی دھوپ پڑتی ہے ۔ تجربہ سے معلوم ہوا ۔ کہ ایسے زیتون کا تیل اور بھی زیادہ لطیف و صاف ہوتا ہے غرض اس کا تیل اس قدر صاف اور چمکدار ہے کہ بغیر آگ دکھلائے ہی معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جائے گا ۔ یہ تیل میرے نزدیک اسی حسنِ استعداد اور نورِ توفیق کا ہوا ۔ جو نور مبارک کے القاء سے بدوِ فطرت میں مومن کو حاصل ہوا تھا ۔ اور جس طرح شجرۂ مبارکہ کو لاشرقیہ و لاغربیہ فرمایا تھا ۔ وہ نورِ ربانی بھی جہت کی قید سے پاک ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ مومن کا شیشۂ دل نہایت صاف ہوتا ہے ۔ اور خدا کی توفیق سے اس میں قبولِ حق کی ایسی زبردست استعداد پائی جاتی ہے ۔ کہ بغیر دیا سلائی دکھلائے ہی بل اٹھنے کو تیار ہوتا ہے ۔ اب جہاں ذرا آگ دکھلائی ۔ یعنی وحی و قرآن کی تیز روشنی نے اس کو مس کیا فوراً اس کی فطری روشنی بھڑک اٹھی ۔ اسی کو نورٌ علیٰ نور فرمایا ۔ باقی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے جس کو چاہے اپنی روشنی عنایت فرمائے ۔ اور وہی جانتا ہے کہ کس کو یہ روشنی ملنی چاہیئے کس کو نہیں ـــــ !

ان عجیب و غریب مثالوں کا بیان فرمانا بھی اسی غرض سے ہے ۔ کہ استعداد رکھنے والوں کو بصیرت کی ایک روشنی حاصل ہو ۔ حق تعالیٰ ہی مثال کے مناسب موقع و محل کو پوری طرح جانتا ہے ۔ کسی دوسرے کو قدرت کہاں کہ ایسی موزوں و جامع مثال پیش کر سکے ۔

آگے فرمایا ۔ کہ وہ روشنی ان مسجدوں میں ملتی ہے ۔ جہاں کامل لوگ صبح و شام بندگی کرتے ہیں وہاں دھیان لگا رہتا ہے ۔

تبلیغ احکام

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ط وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ط وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝
(پ ۱۸ ع ۱۳) ۔

ترجمہ:۔ تو کہہ ۔ اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو ۔ پھر اگر تم منہ پھیروگے تو رسول کا ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا ۔ اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا ۔ اور اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ ۔ اور پیغمبر کے ذمہ کھول کر پہنچا دینا ہے ۔

پیغمبرؐ پر خدا کی طرف سے تبلیغ کا بوجھ رکھا گیا ہے ۔ سو اس نے پوری طرح ادا کر دیا ۔ اور ہم پر جو بوجھ ڈالا گیا وہ تصدیق و قبولِ حق کا ہے ۔ اور یہ کہ اس کے ارشاد

کے موافق چلو۔ اگر تم اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے اس کے احکام کی تعمیل کرو گے۔ تو فلاحِ دارین کی راہ مستقیم پاؤ گے۔ اور دنیا و آخرت میں خوش رہو گے۔ ورنہ پیغمبر کا کچھ نقصان نہیں۔ تمہاری شرارت و سرکشی کا خمیازہ تم کو ہی بھگتنا پڑے گا۔ پیغمبرؐ تو اپنا فرض ادا کر کے عنداللہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے۔ آگے اطاعتِ رسول کے بعض ثمرات بیان فرماتے ہیں۔ جن کا سلسلہ دنیا ہی میں شروع ہو جائے گا۔ آنحضرتؐ کے صحابہؓ کو خطاب فرمایا۔ یعنی جو اُن میں اعلیٰ درجہ کے نیک ہیں۔ اور رسولؐ کے کامل متبع ہیں۔ رسول کے بعد اُن کو زمین کی حکومت دے گا۔ اور جو دین اسلام خدا کو پسند ہے اُن کے ہاتھوں سے دُنیا میں اُس کو قائم کرے گا۔ وہ لوگ محض دُنیوی بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے۔ بلکہ پیغمبرؐ کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کرینگے۔ اور دینِ حق کی بُنیادیں جمائیں گے۔ اور خشکی و تری میں اُس کا سکّہ بٹھلا دیں گے۔ اس وقت مسلمانوں کو کُفّار کا خوف مرعوب نہ کرے گا۔ وہ کامل امن و اطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہیں گے۔ اور دنیا میں امن و امان کا دَور دَورہ ہو گا۔

ان مقبول و معزز بندوں کی ممتاز شان یہ ہو گی کہ وہ خالص خدائے واحد کی بندگی کریں گے۔ جس میں ذرّہ بھر شرک کی آمیزش نہ ہو گی۔ شرکِ جلی کا تو وہاں ذکر ہی کیا ہے۔ شرکِ خفی کی ہوا بھی اُن کو نہ پہنچے گی۔ صرف ایک خدا کے غلام ہوں گے۔ اُسی سے ڈریں گے۔ اُسی سے امید رکھیں گے۔ اُسی پر بھروسہ کریں گے۔ اُسی کی رضا میں اُن کا جینا اور مرنا ہو گا۔ کسی دوسری ہستی کا خوف و ہراس اُن کے پاس نہ پھٹکے گا۔ نہ کسی دوسرے کی خوشی و ناخوشی کی پرواہ کریں گے۔

الحمد للہ کہ یہ وعدۂ الٰہی چاروں خلفا رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر پُورا ہوا۔ اور دُنیا میں اس عظیم الشان پیشین گوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

خلفائے اربعہ کے بعد بھی کچھ خادمانِ اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونہ کے آتے رہے اور جب اللہ چاہے گا تو آئندہ بھی آئیں گے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آخری خلیفہ حضرت امام مہدی عؑ ہوں گے جن کے متعلق عجیب و غریب بشارات سنائی گئی ہیں۔ وہ خدا کی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ اور خارق عادت جہادِ فی سبیل اللہ کے ذریعہ سے اسلام کا عَلَم بلند کریں گے۔

حاصلِ کلام

خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو۔ تو تم بھی اُن مقبول بندوں کی روش اختیار کرو۔ وہ روش یہی ہے (۱) نمازیں قائم کرنا۔ (۲) زکوٰۃ دیتے رہنا (۳) اور تمام شعبِ زندگی میں رسول اللہؐ کے احکام پر چلنا۔ (۴) نسخۂ کیمیا:۔ اللہ اور رسول کی دعوت پر سمع و اطاعت ؎

اینک راہ گر مقصد اقصیٰ طلبی
واینک عمل از رضائے مولا طلبی

سچّے مسلمان کا کام یہ ہوتا ہے اور یہ ہونا چاہئے۔ کہ جب کسی معاملہ میں اُن کو خدا اور رسُول کی طرف بُلایا جائے۔ خواہ بظاہر اس میں اُن کا نفع ہو یا نقصان، ایک منٹ کا توقّف نہ کریں۔ فی الفوْر سمعًا و طاعۃً کہہ کر حکم ماننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اسی میں اُن کی اصلی بھلائی اور حقیقی فلاح کا راز مُضمر ہے۔

پوُرے ایمان والے وہ ہیں جو رسُول کے بُلانے پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور جب کبھی کسی اجتماعی کام مثلاً جمعہ، عیدین، جہاد اور مجلس مشاورت میں شریک ہوں۔ تو بغیر اجازت کے اُٹھ کر نہیں جاتے۔ یہی لوگ ہیں۔ جو کامل اور صحیح معنوں میں اللہ اور رسولؐ کو مانتے ہیں۔ بات چیت میں حضورؐ کے ادب و عظمت کا پورا خیال رکھنا چاہیئے۔ اب بھی سب مسلمانوں کو اپنے سرداروں کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا چاہیئے

اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنَا مُتَابِعَۃَ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ تَوَفَّنَا عَلَیْہِ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ ۝ اٰمِیْن ۝

(حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ)

دشمنی سے نہیں ہوتا وہ گرفتارِ بلا
اپنے سایہ میں ترقّی جسے دیتا ہے خُدا

شاہین

خدام الدین کی توسیع اشاعت میں حصّہ لیکر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

آپ کے خطوط

مدیر محترم سلام مسنون!
مضمون منسلکہ برائے اشاعت ارسال خدمت ہے۔ اس میں میرے وہ تاثرات پائے جاتے ہیں جنہیں میں نے حضرت مولانا سے ملاقات کے دوران میں اخذ کیا تھا۔ امید ہے کہ آپ اس مضمون کو شائع فرما کر میرے ذاتی تاثرات کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش فرمائیں گے۔ والسلام — احقر محمد یوسف۔ آبادی حاکم رائے (گوجرانوالہ)

حضرت مولانا احمد علی صاحب سے

ایک ملاقات

پچھلے دنوں مجھے کسی ضروری کام سے لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ خیال تو یہی تھا۔ کہ غروبِ آفتاب تک واپس گوجرانوالہ پہنچ جاؤں گا۔ لیکن کچھ ایسے نامساعد حالات سے سابقہ آ پڑا کہ مجھے شب بسری کے لئے لاہور میں ہی قیام پذیر ہونا پڑا۔ چنانچہ اپنے ایک ایسے ہمدمِ دیرینہ کے ہاں جا ٹھہرا۔ جو حسنِ اتفاق سے مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ کا عقیدت مندِ خاص تھا۔ میرے دوست نے مولانا کا تذکرہ کچھ ایسے انداز میں کیا۔ جس میں خلوص۔ محبت اور عقیدت کا رس گھلا ہوا تھا۔ یہ خلوص بھری باتیں سن کر میرے دل میں بھی مولانا سے ملنے کی خواہش جاگ اُٹھی۔

شام کا آنچل گر چکا تھا۔ رات کی پلکیں بھیگ رہی تھیں۔ اُدھر آکاش کے سینے پر حسین وجمیل ستاروں کا قافلہ بڑی تیزی کے ساتھ منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں تھا۔ لیکن میرا دوست مولانا کے ذکر میں کچھ اس طرح محو ہو گیا تھا۔ کہ اُسے میرے سکون و استراحت کا احساس تک نہ رہا۔ وہ ہمہ داں راوی کی حیثیت سے گلہائے عقیدت بکھیرتا جا رہا تھا۔ اور میرا دل ودماغ اِن بکھرے ہوئے گلہائے عقیدت کی عطربیز فضاؤں میں جھوم اُٹھا۔ لیکن چونکہ میں فطرتاً ہر سُنی سُنائی بات کو آسانی سے قبول کرنے کا عادی نہیں ہوں بلکہ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ میں فطرت سے ایک باغی ذہن لے کر آیا ہوں۔ اور میرا یہ باغی ذہن کسی کے سامنے رسنِ طاعت جھکانا گوارا نہیں کرتا۔ چنانچہ میں نے اپنے فطری اور جبلی تقاضوں کے پیشِ نظر اپنے دوست کی ان طویل باتوں کو محض حسنِ عقیدت پر محمول سمجھا۔ لیکن نہ جانے میرے دل میں مولانا سے ملنے کی ایک غیر مرئی طاقت کہاں سے پیدا ہو گئی۔ جس نے مجھے مولانا کی خدمت میں حاضر ہونے پر مجبور کر دیا۔ وقت بڑی تیزی کے ساتھ گزر رہا تھا۔ یہاں تک کہ رات کی زُلفیں کمر کو چھُونے لگیں۔ میں اپنے دوست سے اجازت لے کر بسترِ استراحت پر دراز ہو گیا —!

اُدھر سپیدۂ سحر حسبِ معمول نمودار ہوا ننھی ننھی کلیوں میں زندگی کے آثار نظر آنے لگے۔ گلوں پر نکھار آ گیا اور سورج کی طلائی کرنیں زمین پر سونا بکھیرنے لگیں۔ ابنِ آدم کی نقل وحرکت سے کاروبارِ زندگی میں ہلچل پیدا ہو گئی۔ میں بھی حوائجِ ضروریہ سے فارغ ہو کر مسجد شیرانوالہ کی جانب لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا چلا۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی میری ملاقات ایک پٹھان لڑکے سے ہوئی۔ جس کے چہرے پر سے جوانی کا آفتاب طلوع ہو رہا تھا۔ میرے استفسار پر اس لڑکے نے مجھے بتایا۔ کہ وہ پشاور کا رہنے والا ہے اور مولانا کے ہاں محض روحانی تربیت حاصل کرنے کی غرض سے آیا ہے۔

یہ پشاوری لڑکا مجھ سے انتہائی سنجیدگی اور خود اعتمادی سے باتیں کرتا رہا۔ اُس کی باتیں خلوص، ہمدردی اور رواداری کے مِلے جُلے جذبات سے مزین تھیں۔ میرا دل اُس کی طہارت آمیز باتیں سن کر ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا۔ اور میرے ذہنی خلاؤں میں بھی عقیدت کے شگوفے کھلنے لگے۔ میں سوچنے لگا۔ کہ جس روحانی طالب علم کا یہ حال ہے۔ اُس کا رُوحانی پیشوا کیسا ہو گا۔ چنانچہ اسی خیال سے میری زبان پر دفعتاً اقبالؒ کا یہ شعر آ گیا ؎

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سِکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

حُسنِ اتفاق سے اسی پٹھان لڑکے کی وساطت سے مولانا کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ہاتھ آیا۔ مولانا میرے ساتھ انتہائی خلوص و ہمدردی سے پیش آئے۔ پیرانہ سالی کے باوجود آپ بڑے طمطراق سے باتیں کرنے لگے۔ آپ کی باتیں نرم و نازک تھیں جیسے پھول کی پتی۔ شیریں تھیں جیسے مصری کی ڈلی۔

آپ کی عظیم اور بارعب شخصیت میرے ہوش وخرد اور قلب و نظر کو مفلوج کر رہی تھی۔ مولانا کی زبان فیض ترجمان علم وعرفان کے انمول موتی اُگل رہی تھی۔ اُدھر میری حالت یہ تھی۔ کہ مارے رُعب کے دِل بیٹھا جا رہا تھا۔ فہم و اِدراک جواب دے رہے تھے اور تڑاق پڑاق باتیں کرنے والی زبان گویا مقفّل ہو چکی تھی۔

اتنے میں مولانا کی شفقت نے میری آمد کی وجہ پُوچھ کر میری قوّت گویائی کو سہارا دیا۔ لیکن با ایں ہمہ مجھے جرأت اظہار کہاں۔ طاقت گفتار کہاں اور یارائے سخن کہاں۔ آخر ہمت کر کے اپنا مافی الضمیر بیان کر ہی ڈالا مولانا نہایت شفقت، محبت، متانت، اور سنجیدگی سے میرے ضمیرِ خفتہ کو بیدار کرنے لگے۔ پھر کیا تھا۔ حجاب اٹھتے جا رہے تھے نقاب کھلتے جا رہے تھے۔ اور میں بڑے سکون کے عالم میں اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کی واضح تصویر اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ مولانا کے لب ولہجہ میں دھیما پن تھا۔ آپ کا ہر فقرہ اور ہر جملہ فطرت کا دِل چیر کر عکاسی فطرت کر رہا تھا۔ اعتدالِ مزاج اور سلامتِ طبع یہی آپ کی فطرت کا سب سے بڑا جوہر ہے۔ غالباً یہی وہ خصوصیت تھی جس کی بنا پر مولانا حالی کو اہلِ بصیرت کی بارگاہ سے خوش صفات حالی کا خطاب عطا ہوا تھا۔ میری دانست میں یہی خطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ کی ذاتِ بابرکات کے لئے نہایت موزوں، مناسب اور برمحل ہے۔

مولانا کی پُرخلوص باتوں سے میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ سچی انسانیت کا احترام کرتے ہیں۔ آپ عقائد و نظریات کی باہمی آویزش میں خواہ مخواہ الجھنے سے گریز کرتے ہیں۔ لیکن اس کوشش میں آپ نے کبھی حق گوئی، حق بینی اور حق اندیشی کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں

دیا۔ مجموعی طور پر آپ کے ہر اندازِ فکر پر اعتدال و توازن کا پہلو غالب ہے۔ مولانا کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے قرآن حکیم کا ترجمہ بھی لکھا ہے۔ اور اس کی تصدیق میں تقریباً سبھی مدرسہ ہائے فکر کے سربراہوں نے دستخط بھی ثبت کر دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ مولانا کی محض اسی فطرت کا اعجاز ہے جس کی تہ میں اعتدال و توازن کی نیلم پری سانس لیتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اس کوشش میں آپ نے ہمیشہ اپنے پاس سے کچھ دیا ہی ہے، لیا کچھ نہیں۔ یہی ہمہ گیری اور یہی کشش آپ کی ابدی زندگی کی ضمانت ہے۔

مولانا کافی دیر تک مجھ سے محوِ گفتگو رہے۔ آپ کے ایک ایک جملے سے فطرت کے سربستہ راز کھلتے جا رہے تھے۔ آپ کا لب و لہجہ ایسا تھا۔ جس میں شرافت، متانت، خلوص اور ہمدردی کے انمول موتی بکھرے پڑے تھے۔ اور ہر موتی اپنے اندر ہیرے کی چمک، قوسِ قزح کی نرماہٹ اور اس کا گداز رکھتا تھا۔

میرا جی چاہتا تھا۔ کہ میں مولانا کی خدمت میں کچھ دیر اور بیٹھوں۔ لیکن چونکہ مولانا سے ملنے والوں کا باہر تانتا لگا ہوا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا۔ کہ ان عقیدتمندوں کی حق تلفی کی جائے۔ آخر اجازت لے کر باہر جو آیا۔ تو زبان سے یہ شعر ادا ہونے لگا ؎

جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم
میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا

مولانا سے میری اس ملاقات کو کئی دن ہو گئے ہیں۔ لیکن مجھے آج بھی یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے میں ایک شفیق باپ۔ مہربان استاد۔ مشفق ہمدرد، اور وسیع القلب انسان سے ابھی ابھی مل کر آ رہا ہوں ٭

مدرسہ قاسم العلوم تھر پچانی

یہ دینی تعلیم کا قدیمی مرکز ہے۔ اس کی بنیاد سرزمین سندھ کی عظیم المرتبت شخصیت شیخ المشائخ، قطب الاقطاب سیدنا حضرت تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی۔ اور تازیست وہ اس کے سرپرست بھی رہے۔ اس کے بعد آپ کے خلیفہ خاص حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ اس کی سرپرستی فرماتے رہے۔ اب اس مدرسہ کے ناظم مولانا محمد ہارون صاحب اور سرپرست شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ امیر انجمن خدام الدین ہیں۔ اس مدرسہ میں ابتدائی تعلیم، درجہ حفظ و ناظرہ و قرأت اور درس نظامی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ اور دورہ تفسیر کا تقریباً ہر سال انتظام کیا جاتا ہے ہر سال دو سو کے قریب طلبہ تعلیم پاتے ہیں۔ اس وقت دس مدرس کام کر رہے ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت بڑی کمزور ہے اہلِ خیر حضرات سے خصوصی توجہ کی اپیل ہے۔

ترسیلِ زر کا پتہ:۔

مولانا محمد ہارون صاحب مدرسہ قاسم العلوم ڈاکخانہ تھر پچانی وایا سانگی ضلع سکھر

اِعلان!

مدرسہ عربیہ اسلامیہ واقع گوردوارہ بلڈنگ میاں چنوں کی رسید بک نمبر ۴۶ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۰ء سے گم ہے۔ رسید بک سے ۳۵ رسیدیں جاری ہو چکی اور ۶۵ رسیدات باقی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ گم شدہ رسید بک کے ذریعہ کوئی طفیل احمد نامی شخص چندہ وصول کر رہا ہے۔ گم شدگی کی رپورٹ تھانہ میاں چنوں میں درج کرا دی گئی ہے۔ قارئین خدام الدین سے گزارش ہے کہ مدرسہ کا کوئی سفیر نہیں ہے۔ لہٰذا اگر مدرسہ ہذا کے نام پر کوئی شخص چندہ وصول کر کے رسید جاری کرتا ہے۔ وہ رسید مسروقہ سمجھی جائے۔ اور مہتمم مدرسہ کو ایسے شخص کی اطلاع دی جائے۔

محمد ابراہیم مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ گوردوارہ بلڈنگ میاں چنوں (ملتان)

هفت روزہ خدّام الدّین لاہور

○۔۔ راولپنڈی میں:۔

(۱) قاری محمد دین صاحب مدرسہ تعلیم الفرقان مریڑ حسن۔

(۲) مولانا عبدالحکیم عبدالواحد صاحبان جامع مسجد کرتار پورہ

○۔۔ قصور میں

(۱) سردار محمد صاحب ایجنٹ اخبارات سے ملسکتا ہے

خاموش مبلّغ

جُرأت؟

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَکُوْنُ عَلَیْکُمْ اُمَرَآءُ تَعْرِفُوْنَ وَ تُنْکِرُوْنَ فَمَنْ اَنْکَرَ فَقَدْ بَرِیَٔ وَ مَنْ کَرِہَ فَقَدْ سَلِمَ وَ لٰکِنْ مَنْ رَضِیَ وَ تَابَعَ قَالُوْا اَفَلَا نُقَاتِلُھُمْ قَالَ لَا مَا صَلُّوْا لَا مَا صَلُّوْا اَیْ مَنْ کَرِہَ بِقَلْبِہٖ وَ اَنْکَرَ بِقَلْبِہٖ

رواہ مسلمؒ۔

ترجمہ:۔ اُمّ سلمہؓ کہتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ تم پر ایسے حاکم مقرر کئے جائیں گے جو اچھے کام بھی کریں گے۔ اور بُرے کام بھی کریں گے۔ پس جس شخص نے انکار کیا۔ یعنی اس کے بُرے فعل کی نسبت اس کے منہ پر کہہ دیا۔ کہ تمہارا یہ فعل شرع کے خلاف ہے۔ وہ اپنے فعل سے بری ہو گیا اور جس شخص نے ایسا نہ کیا۔ یعنی اس کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ زبان سے کہہ دے۔ لیکن دل سے اس کے فعل کو بُرا سمجھا۔ وہ سالم رہا۔ (یعنی اس کے گناہ میں شریک ہونے سے سالم و محفوظ رہا۔) لیکن جو شخص ان کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی پیروی کی۔ وہ ان کے گناہ میں شریک ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیا ہم ان سے لڑیں یا رسول اللہؐ! آپ نے فرمایا نہیں۔ جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔ نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

(اقبالؒ)

ایجنٹ حضرات

اپنے بلّوں کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور نمبر ۸ فرمایا کریں۔ بنک سے چیک یا ڈرافٹ وصول کرنے میں ادارہ کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور بصورتِ عدم وصولی اکثر واپس بھیجنے پڑتے ہیں۔ (مینیجر)

معذرت | چند روز سے انتظامی امور میں کچھ خرابی واقع ہونیکی وجہ سے پرچہ لیٹ پوسٹ ہو رہا ہے اس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بروقت بھیجا جائے گا۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نتیجہ امتحان ششماہی مدرسہ قاسم العلوم درس کلام مجید و حدیث شریف اکتوبر ۱۹۵۹ء

پرچہ

وقت تین گھنٹے — کل نمبر ۷۵

(۱) قل ارءیتم ان اخذ اللہ الی یفسقون آیت نمبر ۴۶ تا نمبر ۴۹ - سورۃ الانعام پارہ نمبر ۷ کا ترجمہ اور مطلب تحریر کرو۔ یا

ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ الی القوم یشکرون آیت نمبر ۵۵ تا نمبر ۵۸ سورہ الاعراف پارہ نمبر ۸ کا ترجمہ اور مطلب تحریر کرو۔ (۳۰)

(۲) حدیث نمبر ۸۲ — اس حدیث شریف کا ترجمہ اور مطلب لکھو۔

(۸۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ یَکْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِہٖ وَ یَسْجُدُ لَہٗ کُلُّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَۃٍ وَ یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ فِی الدُّنْیَا رِیَآءً وَّ سُمْعَۃً فَیَذْھَبُ لِیَسْجُدَ فَیَعُوْدُ ظَھْرُہٗ طَبَقًا وَّاحِدًا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۸۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ وَ قَالَ اِقْرَءُوْا فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حدیث نمبر ۸۳ - اس حدیث شریف کا مطلب لکھو اور یہ بتاؤ - یہ جو فرمایا لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یہ اس شخص کی دنیوی حالت ہے یا اُخروی (۱۵)

(۳) کوئی دو حدیثوں کا مطلب لکھو جو تمہیں یاد ہوں (۱۰)

(۴) ارکان خمسہ اسلام میں سے کسی ایک پر مضمون لکھو (۱۰)

(۵) اس درسگاہ میں تعلیم پانے سے تم میں جو نمایاں فرق ہوا ہے اسے لکھو۔ (۱۰)

نتیجہ

نمبر شمار	نام	تفصیل	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر
۱	بابو فتح محمد صاحب قریشی	ہیڈ ڈرافس مین - پی ڈبلیو ڈی پرانی انارکلی - لاہور	۷۵	۷۵
۲	محمد طیب	ہفتم سی اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ - لاہور	〃	۷۵
۳	عطاء الہٰی	جماعت ہفتم اسلامیہ ہائی سکول خزانہ گیٹ - لاہور	〃	۷۵
۴	صفدر حسین مسکین	ہشتم سی رنگ محل - مشن ہائی سکول - لاہور	〃	۷۵
۵	عبدالواحد	ہشتم سی اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ - لاہور	〃	۷۵
۶	زاہد جاوید بٹ	جماعت ہشتم رنگ محل مشن ہائی سکول - لاہور	〃	۷۵
۷	قاضی آفتاب احمد	ریلوے کیش آفس - لاہور	〃	۷۵
۸	محمد فخر الدین قریشی صدیقی	جماعت دہم - مسلم ماڈل ہائی سکول - لاہور	〃	۷۵
۹	محمد طاہر	ہفتم سی رنگ محل مشن ہائی سکول - لاہور	〃	۷۰
۱۰	دل محمد	ہفتم سی - وطن اسلامیہ ہائی سکول - لاہور	〃	۷۰
۱۱	آفتاب احمد ولد بابو فتح محمد صاحب	دہم ڈی اسلامیہ ہائی سکول - شیرانوالہ گیٹ - لاہور	〃	۷۰
۱۲	اشرف علی	ششم سی رنگ محل مشن ہائی سکول - لاہور	〃	۷۰
۱۳	زبیر گلریز	جماعت دہم سنٹرل ماڈل ہائی سکول - لاہور	〃	۷۰
۱۴	محمد آصف ولد ضیاء الدین صاحب	جماعت ہفتم مسلم ہائی سکول ۱ رام گلی - لاہور	〃	۷۰
۱۵	رب نواز	ہفتم سی اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ - لاہور	〃	۶۵
۱۶	حافظ کاظم حسین	جماعت پنجم خورشید الاسلام ہائی سکول فاروق گنج - لاہور	〃	۶۵
۱۷	محمد ہاشم	جماعت پنجم رنگ محل مشن ہائی سکول - لاہور	〃	۶۵
۱۸	احمد سعید	ششم سی اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ - لاہور	〃	۵۰
۱۹	راحت منیب ملک	جماعت دہم سنٹرل ماڈل ہائی سکول - لاہور	〃	۴۵
۲۰	محمد اقبال احمد	ہفتم (ب) اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ - لاہور	〃	۴۰
۲۱	محمد نعیم	ششم سی رنگ محل - مشن ہائی سکول - لاہور	〃	۴۰
۲۲	خالد محمود ولد ظہور الدین صاحب	ششم بی اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ - لاہور	〃	۳۵
۲۳	محمد اشرف ولد فخر الدین صاحب	پنجم بی - ایم سی پرائمری سکول لائن سبحان خاں - لاہور	〃	۳۵

جوابات

فتح محمد صاحب قریشی ہیڈ ڈرافس مین

پی - ڈبلیو - ڈی آفس - پرانی انارکلی - لاہور

سوال ۱ - آیت ۵۵ پارہ ۸ :- ترجمہ - پکارو اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ طور پر - بیشک اللہ تعالٰے کو حد سے بڑھنے والے پسند نہیں کرتا -

آیت ۵۶ :- اور نہ فساد مچاؤ زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور تابعداری کرو اس کی ڈر سے - امید سے بے شک اللہ تعالٰے کی رحمت قریب ہے احسان کرنے والوں سے -

آیت ۵۷ :- اور وہی ہے اللہ تعالٰے جو بھیجتا ہے ہوائیں - خوشخبری دینے والی مینہ سے پہلے - پھر لے آتی ہیں بھاری بادلوں کو - پھر دھکیل دیتے ہیں ان کو ایک مردہ شہر کی طرف - پھر نازل کرتے ہیں اس میں سے پانی نکالتے ہیں - اس سے ہر قسم کے میوے - اسی طرح نکالیں گے مردوں کو - تاکہ تم غور کرو -

آیت ۵۸ :- اور نکلتا ہے پاکیزہ شہر سے سبزہ اس کے رب کے حکم سے اور جو خبیث ہے نکلتا ہے اس میں سے مگر خراب - اسی طرح بیان کرتے ہیں آیتیں اس قوم کیلئے جو شکر کرتے ہیں -

مطلب آیت ۵۵ :- اللہ تعالٰے کو بڑی عاجزی سے پکارنا چاہیئے - کیونکہ اللہ تعالٰے کو مغرور اور متکبر لوگ پسند نہیں - اور پوشیدہ طور پر یعنی بڑی آہستگی سے - کیونکہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے - وہ تو دل کی باتوں کو بھی جاننے والا ہے - اور اللہ تعالٰے حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے یعنی ہر ایک کام اعتدال میں ہی کرنا چاہیئے -

آیت ۵۶ :- جب اللہ تعالٰے نے اصلاح فرما دی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنے پیغامات پہنچا دیئے ہیں تو پھر انسان کو اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے -

نوٹ :- (اصلاح اللہ والوں کی صحبت کے بغیر کہیں نہیں ہوتی - صرف ان کی صحبت اور ان کی تابعداری سے ہی یہ چیزیں حاصل ہوتی ہیں) -

اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالٰے کو خوف اور امید سے

پکارو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نیکی کرے۔ تو بھی یہ خیال نہ کرے کہ میں نیکی کے کام کر رہا ہوں۔ بلکہ یہ سوچے کہ یہ صرف اللہ تعالےٰ کی رحمت کی وجہ سے ہے۔ امید بھی دل میں رکھے کہ شاید اللہ تعالےٰ اس نیکی کو قبول کر ہی لے۔

سوال نمبر ۴ :۔ اسلام کے پانچ ارکان ہیں :۔

(۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج (۵) زکوٰۃ۔

کلمہ طیبہ یہ ہے :۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ یعنی اللہ تعالےٰ ایک ہے اس کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ مسلمان ہونے کی شرط یہی ہے کہ کلمہ طیبہ کو زبان سے پڑھے۔ اور دل سے اقرار کرے۔ اگر انسان صحیح دل سے کلمہ پڑھے اور غور کرے تو ہر قسم کی بدعت۔ شرک سے بچ سکتا ہے۔ پھر بھی اس کے ساتھ شرط لازم ہے۔ کہ کسی ایسے بزرگ کی صحبت میں رہے جو ان تمام چیزوں سے پاک ہو۔ حضرت مولانا صاحب... ٹھیک ہی فرمایا کرتے ہیں کہ دنیا میں موتی جواہرات ملنے آسان ہیں مگر اللہ والے ملنے بہت ہی مشکل ہیں۔ اور فرمایا کرتے ہیں کہ زندہ بزرگوں کی تو تم توہین کرتے ہو۔ لیکن مُردوں کی قبریں چاٹ جاتے ہو۔ اللہ تعالےٰ صحیح معنوں میں کلمہ پڑھنے اور اس کو دل سے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم مرتے دم تک اس کو نبھائیں۔ آمین ثم آمین۔

سوال نمبر ۵ :۔ اس درس گاہ میں آنے سے جو فرق بندہ میں آیا ہے۔ میں وہ بیان نہیں کر سکتا۔ میری دلی خواہش ہے کہ سب بچے اور جوان یہاں آئیں اور دیکھیں کہ ان میں کیا فرق آتا ہے۔ یہ چشمہ فیض مفت جاری ہے۔ اور لوگ قدر نہیں کرتے۔ یہاں آنے سے ہمارے دل میں صلۂ رحمی اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ اس کی اصلاح کے بعد تو پھر ہم ایسا کام ہی کیوں کریں۔ جس سے زمین میں فساد مچے یا دوسروں کی دل آزاری ہو۔ میری تو یہی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ تمام مسلمان بچوں اور جوانوں کو یہاں سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد طیب

ہفتم سی۔ اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ۔

سوال نمبر ۱ :۔ آیت نمبر ۴۶ ترجمہ :۔ کہہ دیجئے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بند کر دے اللہ تعالےٰ تمہارے کان اور آنکھیں۔ اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر پھر کون دے سکتا ہے تم کو یہ چیزیں۔ اللہ تعالےٰ کے سوا۔ دیکھو ہم کس طرح سے بیان کرتے ہیں آیتیں۔ پھر تم اُن سے انکار کرتے ہو۔

آیت نمبر ۴۷ : ترجمہ :۔ کہہ دیجئے اگر آوے تم پہ عذاب اللہ تعالےٰ کا اچانک یا ظاہر تو ہلاک ہونگے ظالم لوگ۔

آیت نمبر ۴۸ : ترجمہ :۔ اور ہم نے بھیجے رسول خوشخبری دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے۔ پھر جو کوئی ایمان لایا اور اس کی اصلاح کی اپنی۔ سو اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۹ : ترجمہ :۔ اور وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو سو عنقریب ہم اُن کو عذاب دیں گے اُن کے فسق کی وجہ سے۔

مطلب آیات :۔ اللہ تعالےٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ ان سے پوچھئے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ تمہارے کان اور آنکھیں بند کر دے۔ یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ کانوں سے سُنتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس کو ہم اندھا کہتے ہیں اُن کی یہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ تو دل کے اندھے ہوتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ہمیں اللہ تعالےٰ کے سوا اور کون دے سکتا ہے۔ اب قبروں اور پیروں سے نذر و نیاز مانگنے والوں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ یہاں سے آنکھیں اور کان حاصل کر سکتے ہیں؟ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ تبارک و تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

سوال نمبر ۴ :۔ نماز

نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ یہ بہشت کی کنجی ہے۔ نماز ہی دین کا ستون ہے۔ ہر مسلمان عاقل و بالغ پر نماز فرض کی گئی ہے۔ نماز دن میں پانچ مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ نماز ہم کو سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ اس سے ہمارے دلوں میں تسلی ہوتی ہے۔ نماز پڑھنے والے کی قبر میں روشنی ہوگی اور سوال جواب میں آسانی ہوگی۔ وہ لوگ جو نماز پڑھنے والوں کو مذاق کرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ مسلمان لوگ نماز نہ پڑھیں۔ ایسے لوگوں کے لئے جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

سوال نمبر ۵ :۔ درسگاہ

جب سے اس درسگاہ میں آیا ہوں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ علم حاصل کر لیا ہے پہلے میں گمراہ تھا۔ مگر اب راستے پر ہوں۔ پہلے مجھ میں بہت خرابیاں تھیں۔ گلی ڈنڈا کھیلنا۔ گڈی اُڑانا۔ ہر وقت کہانیوں کے رسالے پڑھنا۔ آوارہ پھرنا۔ کبھی سائیکل چلانا۔ کبھی شرارتیں کرنا۔ یہ سب کام میری طبیعت میں سرایت کر گئے تھے۔ اب خدا کے فضل سے بہت اچھا ہو گیا ہوں۔ اب میں نماز بھی اچھی طرح سے پڑھتا ہوں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ مجھے سیدھے راستے پر ڈالا۔ اور مجھے نیک باتیں معلوم ہوئیں۔ ہمارے اُستاد صاحب بہت رحم دل ہیں۔ ہم کو نہایت محنت اور پیار سے پڑھاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کا اقبال بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عطاء الٰہی

جماعت ہفتم اسلامیہ ہائی سکول خزانہ گیٹ لاہور

سوال نمبر ۱ : آیت ۵۸ ترجمہ :۔ اور جو ہے خراب شہر اس میں سے نکلتا ہے پاک اور جو بُرا شہر ہے اس میں سے نکلتا ہے مگر ناقص۔ اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں آیتیں۔ اُن لوگوں کے لئے جو شکر کرتے ہیں۔

مطلب آیات :۔ (۵۵ - ۵۸) :۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ کو آہستہ اور پوشیدہ طور پر پکارو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ حاضر و ناظر ہے اگر ہم آہستہ پکاریں تب بھی وہ دیکھتا سُنتا ہے۔ اور اگر ہم اونچی آواز میں پکاریں تب بھی وہ دیکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں یہ بات آتی ہے کہ مسجدوں میں شور نہ مچاؤ۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ زمین میں فساد نہ کرو اور مجھے پکارو خوف سے یعنی تمہارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا ڈر ہونا چاہیئے۔ اور امید بھی ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ہم پر رحمت کرنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں میں ہی ہوں جو بھیجتا ہوں ہوائیں خوشخبری دینے والی اور مینہ سے پہلے جو ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں اللہ تعالےٰ ہانک دیتے ہیں اُن کو مردہ شہروں کی طرف۔ پھر اُگاتے ہیں اُن شہروں میں قسم قسم کے میوہ جات اور سبزیاں ترکاریاں وغیرہ۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالےٰ نکالیں گے ہم کو مرنے کے بعد۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو شکر گزار ہیں۔

سوال نمبر ۳ : حدیث نمبر ۳ ترجمہ اور مطلب :۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جو شخص جس حالت میں مرا تھا۔ اُسی حالت میں اُٹھے گا۔ اگر مسلمان مرا تھا تو مسلمانوں میں۔ اگر کفر کی حالت میں مرا تھا تو کافروں میں اُٹھے گا۔ اگر کوئی کلمہ اور نماز پڑھتے ہوئے مرا تھا تو اسی حالت میں اُٹھے گا۔

حدیث شریف نمبر ۲ :۔ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو نعمتیں ہیں جن سے بہت سے لوگ نقصان اُٹھاتے ہیں۔ ان میں ایک تندرستی اور دوسری فراغت ہے۔ یعنی جب فراغت اور تندرستی ہوتی ہے اور آدمی نماز نہیں پڑھتا تو اللہ تعالےٰ اُسے سخت عذاب دیتے ہیں۔

سوال نمبر ۵ : جب میں اس مدرسہ میں نہیں آیا تھا۔ تو مجھ میں کئی قسم کی بُرائیاں تھیں۔ نماز نہ پڑھتا تھا۔ قرآن و حدیث کی کوئی خبر نہ تھی۔ جب سے مدرسہ میں آیا ہوں تھوڑا بہت علم ہو گیا ہے۔ پہلے گلی محلہ کے لڑکوں کے ساتھ آوارہ پھرتا تھا۔ جھوٹ اور چغلی کی بھی عادت تھی۔ اب یہ عادات باقی رہی ہیں۔ مدرسہ میں باقاعدگی سے آتا ہوں اور وہ وقت جو فضول باتوں میں ضائع ہوتا تھا یہیں گزر جاتا ہے۔

صفدر حسین مسکین

ہشتم سی رنگ محل مشن ہائی سکول لاہور

سوال نمبر ۱ :۔ اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ کلمہ طیبہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔

روزہ

ماہ رمضان کے روزے ہر مسلمان کے لئے فرض ہیں

روزہ رکھنے کے وقت کو سحری کہتے ہیں جو کہ سحر سے نکلا ہے روزہ میں سارا دن نہ کچھ کھاتے ہیں نہ کچھ پیتے ہیں - پھر جب شام کی آذان ہوتی ہے - اس وقت روزہ افطار کر لیا جاتا ہے - جس طرح ہم روٹی کے ساتھ سالن کھائیں تو مزے دار معلوم ہوتا ہے - اسی طرح اللہ تعالےٰ کو وہ آدمی اچھا معلوم ہوتا ہے جو روزے کے ساتھ نماز بھی ادا کرے - اکثر لوگ نماز چھوڑ کر روزے رکھ لیتے ہیں - ایسے روزے رکھنے کا کیا فائدہ - کچھ لوگ سحری کے وقت اٹھ کر گھر کی بتی جلا دیتے ہیں - تاکہ لوگ سمجھیں کہ روزہ رکھ رہا ہے - اگر انہیں کہا جائے کہ بھئی روزہ رکھو تو جواب دیتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے کھانے کو بہت دیا ہے -

سوال نمبر ۵ :- مجھے اِس مدرسہ میں داخل ہوئے کوئی ایک سال اور تین ماہ گزر گئے ہیں - خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے اس جگہ تعلیم دلوائی اور سیدھا راستہ دکھلایا - پہلے میں دن بھر گلی کوچوں میں آوارہ گردی کرتا تھا - قرآن پاک کی تلاوت نہ کرتا تھا - اگر خوانچے والے گلی میں آجاتے تھے - تو ہم اُن کی چھابڑی لُوٹ لیا کرتے تھے - دوسرے محلّے کے لڑکوں سے لڑائی کیا کرتے تھے - جب سے اِس مدرسہ میں داخل ہُوا ہوں - یہ سب بد عادات چھوڑ دی ہیں - ہمارے استاد صاحب ہمیں سیدھے راستے پر لانے کے لئے ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں - اب میں نے خدا تعالےٰ سے اُن تمام حرکتوں کی معافی مانگ لی ہے اور نماز ادا کرنی شروع کر دی ہے - اب اس چیز کا پتہ چل گیا ہے کہ خدا تعالےٰ بے نماز اور جھوٹے لوگوں سے سخت ناراض ہوتا ہے - میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے سیدھے راستے پر قائم رکھے اور میرے اُستاد صاحب کو دنیا اور آخرت دونوں میں بھلائی دے -

---

عبدالواحد

جماعت ہشتم اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ لاہور

سوال نمبر ۱ :- ترجمہ آیت نمبر ۴۷ :- اے محمدؐ! آپ کہہ دو اِن سے کہ اگر آئے اللہ تعالےٰ کا عذاب تم پر اچانک یا ظاہراً - ہلاک ہوں گے ظالم یعنی کافر جو اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں سُنتے -

مطلب :- اس آیت میں کافروں پر ایک قسم کی حجّت قائم کی گئی ہے کہ تم ٹھیک کام کرو - ورنہ دیکھ لو - کہ اللہ تعالےٰ کا عذاب ظاہراً بھی آسکتا ہے اور اچانک بھی -

ترجمہ آیت نمبر ۴۸ :- اور نہیں بھیجتے رسول ہم مگر خوشخبری دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے - سو جو کوئی ایمان لے آیا ان پر اور اُس نے اپنی اصلاح کی - اور اپنے آپ کو اچھا بنایا - پھر نہیں ہے ان کو خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے -

مطلب :- اس آیت شریف میں یہ بتایا گیا ہے - کہ جس شخص نے بھی ہمارے رسول کی تابعداری کی - اور اس کے کہنے پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کو ہر وقت تسلّی ہو گی - اُن کو کوئی خوف اور غم نہ ہوگا -

سوال نمبر ۴ :- نماز

یہ اسلام کے ارکان میں سے ایک ہے - قرآن مجید میں آتا ہے :- وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ٥ ترجمہ :- نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ - نماز پڑھنے والا ہر ایک کو اچھا لگتا ہے - اللہ تعالیٰ بھی نمازی لوگوں کو پسند کرتے ہیں - نماز ہمیں نیکی کا راستہ دکھاتی ہے - اور پرہیزگار بناتی ہے - اگر ہم نے نماز قائم کی تو ہم نے اپنا دین قائم کیا - اگر کوئی جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے تو اس کا ایمان سلامت نہیں رہتا - نماز کی بہت فضیلت ہے - نماز جنّت کی کنجی ہے - سو جس نے نیک دلی سے نماز قائم کی اُس کو جنّت مل گئی - جہاں اس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے - کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کو ایک دفعہ جنّت میں داخل کر دے - اُس میں سے کبھی نہیں نکالتا - اس لئے سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ نماز کو قائم کریں آمین ثم آمین -

سوال نمبر ۵ :- جب میں اِس مدرسہ میں داخل نہ تھا - تو مجھے معلوم نہ تھا کہ دینِ اسلام کی کتنی فضیلت ہے - پہلے تو میں قرآن مجید ناظرہ پڑھا کرتا تھا - اب ترجمہ بھی پڑھ لیتا ہوں - اب میں نماز کا پابند ہوں - پہلے مجھے حدیث کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا - اب تو میں ماشاءاللہ حدیث کی کتاب کافی پڑھ چکا ہوں - اب ایسے کئی مسائل کا پتہ چل گیا ہے - جو پہلے کبھی خواب وخیال میں بھی نہ تھے - میں ہر سال ماہِ محرّم میں گھوڑا دیکھنے کے لئے جایا کرتا تھا - اب میں اس گناہ سے بچا ہُوا ہوں - اللہ تعالےٰ مجھے مسلمان رکھے اور نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین اور میرے اُستاد صاحب کو بھی ہمیں اتنی محنت سے پڑھانے کا اجر دے آمین ثم آمین -

---

زاہد جاوید بٹ

جماعت ششم رنگ محل مشن ہائی سکول لاہور

سوال نمبر ۱ :- ترجمہ آیات شریفہ :- پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر پوشیدگی کے ساتھ - بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پسند فرماتے حد سے بڑھنے والوں کو -

ترجمہ :- اور نہ فساد مچاؤ زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور پکارو اپنے رب کو خوف سے اور امید سے بیشک اللہ تعالےٰ کی رحمت قریب ہے - احسان کرنے والوں سے اور وہی ہے اللہ تعالیٰ جو چلاتا ہے ہوائیں بارش سے پہلے خوشخبری لانے والی - یہاں تک کہ وہ اُٹھا لاتی ہیں بھاری بادلوں کو - پھر ہم ہانک دیتے ہیں اُن کو ایک مردہ شہر کی طرف - پھر ہم نازل فرماتے ہیں اس میں سے پانی - پھر ہم پیدا کرتے ہیں اس میں سے طرح طرح کے میوہ جات - اسیطرح ہم پیدا فرمائیں گے مردوں کو - کیا تم نہیں سمجھتے + اور اُگتا ہے سبزہ پاکیزہ شہر سے اس کے رب کے حکم سے - اور جو کوئی خراب ہے سو نہیں اُگتا اس میں سے مگر ناقص - اسی طرح ہم بار بار بیان کرتے ہیں آیتیں اُن لوگوں کیلئے جو شکر گزار ہیں -

مطلب :- اپنے رَب کو پوشیدگی سے گڑگڑا کر پکارو یعنی نماز کے بعد اونچی اونچی نعتیں نہ پڑھو - کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرا رَب سُنتا ہے چاہے تم اُس کو اُونچی پکارو یا آہستہ پکارو -

زمین میں فساد مچانے کا مطلب ہے کہ تم کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرو - کسی پر ظلم نہ کرو - اور کسی کے مال پر ناجائز قبضہ نہ کرو - کیونکہ یہ زمین کی اصلاح کے بعد فساد مچانا ہے -

اگرچہ تم نمازیں پڑھتے ہو، روزے رکھتے ہو، زکوٰۃ دیتے ہو - حج کرتے ہو - لیکن اس کے بعد بھی اللہ تعالےٰ کا خوف دل میں رکھو کہ پتہ نہیں اللہ تعالےٰ ہماری نیکیوں کو قبول بھی فرماتے ہیں یا نہیں - اور یہ اُمید بھی دل میں رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمت کرے گا - کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت قریب ہے احسان کرنے والوں کے - جب آندھی چلتی ہے تو ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ بارش آنے والی ہے - کیونکہ آندھی بھاری بھاری بادلوں کو کھینچ کر لاتی ہے - یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی مرضی اور حکم سے ہوتا ہے - پھر اسی بارش سے اللہ تعالےٰ شہروں میں فصلیں اور ہر قسم کے میوہ جات پیدا فرماتے ہیں -

سوال نمبر ۲ :- آیت نمبر ۸۳ :- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لایا جائیگا - ایک موٹا تازہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے پاس - لیکن اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کی قدر مچھر کے پَر کے برابر بھی نہ ہوگی - فرمایا پڑھو یہ آیت کہ ان لوگوں کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں ہو گا - یہ آیت شریف نویں سپارے میں آتی ہے اور اسکی تشریح انیسویں سپارے میں آتی ہے - کہ ان کے اعمال کا وزن اُڑتی ہوئی راکھ ہوگی - کیونکہ انہوں نے جو نیک اعمال کئے تھے اُن کا اجر اس کو دنیا میں مل گیا -

---

قاضی آفتاب احمد

ریلوے کیش آفس - لاہور

سوال نمبر ۳ :- حدیث شریف :- خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ - ترجمہ :- تم میں سے وہ شخص بہتر ہے - جو قرآن شریف خود پڑھے اور اوروں کو پڑھائے -

مطلب :- اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم ہر شخص کے لئے ضروری ہے - یعنی اگر وہ خود پڑھا ہُوا نہیں تو پڑھنے کی کوشش کرے - اور اگر پڑھا ہُوا ہو - تو دوسروں کو پڑھائے - قرآن پاک اللہ تعالےٰ کا پاک کلام ہے - ہمیں اس کا ترجمہ بھی سمجھنا چاہیئے - کیونکہ اگر ہم قرآن مجید کے حکموں کو نہیں سمجھیں گے تو اُن پر عمل کیسے کریں گے -

حدیث شریف :- بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً -

ترجمہ :- پہنچا دو اگر تمہارے پاس ایک آیت ہی ہو -

مطلب :- اسلام اسی طرح پھیلا ہے - کہ صحابہؓ نے اگر حضورؐ سے کوئی بات سُنی تو اُس کو سمجھ کر عمل کرتے تھے - اور پھر اس کو دوسروں تک پہنچا دینا ضروری سمجھتے تھے - صحابہؓ

تو اللہ تعالےٰ کے احکام لوگوں تک پہنچانے کے لئے اپنے گھربار اور بیوی بچے تک چھوڑ دیتے ۔ حضورؐ نے آخری حج کے موقعہ پر فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا کلام ان کو پہنچا دیا اور فرمایا کہ جو تم میں سے حاضر ہے ۔ وہ غائب تک پہنچا دے ۔ آج جو قرآن مجید ہم تک صحیح وسالم پہنچا ہے ۔ وہ اِن صحابہ کرامؓ کی محنت وکاوش کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے ہر آیت کو جو اُنہیں یاد تھی اُسے لوگوں تک پہنچایا ۔

سوال ۵ :- اس درسگاہ میں تعلیم پانے سے مجھ میں جو تبدیلی آئی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ پہلے شام کا وقت کھانے پینے کے شغل میں ضائع ہو جاتا تھا ۔ لیکن اب کیونکہ یہ ارادہ کیا ہے ۔ کہ وقت نکالنا ہے تو میرے گھر والے بھی میری تیاری میں معاون ہو گئے ہیں ۔ جس طرح قطرہ قطرہ سے دریا بن جاتا ہے اور دریاؤں سے سمندر ۔ اسی طرح اس مدرسہ میں پڑھانے کا طریقہ ہے ۔ یہاں ملازم ۔ سکولوں اور کالجوں کے لڑکے آکر پڑھتے ہیں ۔ یہاں قرآن مجید اور حدیث شریف کا درس دیا جاتا ہے ۔ یہ فیض اور کسی جگہ حاصل نہیں ہو سکتا ۔ میں دوسروں کو بھی دعوت دیتا ہوں ۔ کہ روزانہ اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر اس فیض کو مفت حاصل کریں ۔ اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو سنواریں ۔

سوال ۶ :- کلمہ

کلمہ طیبہ ایک ایسا کلمہ ہے جسے پڑھ کر اور سمجھ کر ایک ایسا آدمی جو ۷۰ یا ۸۰ برس تک کفر کرتا رہا ہو مسلمان بن سکتا ہے ۔ کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی ہماری بات سُن کر ہمیں انعام دینے والا نہیں ۔ کوئی ہمارا حاجت روا نہیں اُس کے سوا ۔ کوئی نہیں مگر ایک اللہ تعالیٰ اس کے برابر کوئی نہیں ۔ دوسرا حصہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین لانا ضروری ہے ۔ کیونکہ اگر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا جائے اور صرف اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا جائے تو یہ بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے رُوگردانی ہوئی ۔ اس لئے ایسا شخص مسلمان نہیں ۔ یہ اس لئے ۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہی بولتا ہے جو کہ اُسے وحی ہوئی ہے ۔ اس کلمہ میں اس قدر لذت ہے کہ زبردست تکلیفیں ملنے کے بعد بھی مسلمانوں نے اِس کلمہ کو نہ چھوڑا ۔ بلکہ سخت تکلیفوں کے بعد بھی اِسے آگے دوسرے لوگوں تک پہنچایا ۔ جن حضرات نے اس کلمہ کے لئے اتنی تکلیفیں اُٹھائیں ۔ اُن کو زندگی میں ہی اللہ تعالےٰ نے جنت کا سرٹیفکیٹ دیدیا ۔ اب ہم نے کیونکہ اِس کے لئے قربانی نہیں کی ۔ اس لئے ہماری قدر ومنزلت صحابہ کرام سے بہت نیچے ہے ۔

محمد فخر الدین صدیقی

جماعت دہم مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور

سوال ۲ :- نماز

یہ اسلام کے ارکانِ خمسہ کا ایک رُکن ہے ۔ اگر نماز نہ پڑھی جائے تو آخرت میں نجات نہ ہوگی ۔ اس فرض کو پورا کرنے کے لئے جو چیزیں ہمیں سوچنی چاہئیں وہ یہ ہیں ۔ (۱) نماز کیا چیز ہے ؟ (۲) نماز کا مقصد کیا ہے ؟ (۳) نماز کے فوائد کیا ہیں ؟ (۴) نماز نہ پڑھنے کے نقصانات کیا کیا ہیں ؟ (۵) نمازی کا آخرت میں کیا مرتبہ ہے ؟

نماز ہمیں عذاب سے بچا کر اللہ تعالےٰ تک پہنچا دیتی ہے ۔ نماز پڑھنے کا مقصد عبادت ہے ۔ اور کیونکہ عبادت ہر انسان کی خصلت ہے ۔ اس طرح مسلمانوں کا طریقۂ عبادت نماز ہے ۔ نماز ہمیں برائی سے روکتی ہے اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے ۔ یہ ہمیں اطمینانِ قلب بخشتی ہے نماز پڑھنے سے آخرت میں درجات بلند ہوتے ہیں ۔ اس کے ذریعے انسان دنیا کو چھوڑ کر اپنے اصلی مقصد کی طرف لوٹ آتا ہے ۔ جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے اُسے پیدا کیا ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو دردِ دل کے لئے پیدا کیا ہے ۔ علامہ اقبال اس کے متعلق بیان کرتے ہیں ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

نماز نہ پڑھنے کے نقصانات میں سے چند ایک یہ ہیں :- نماز نہ پڑھنے والا بدمعاشوں کی صحبت اختیار کریگا اور آخرت میں جہنم کا عذاب چکھے گا ۔ لیکن جو کوئی قائم کرے نماز ادا دے زکوٰۃ اس کے لئے ہے جنت ۔ جو کوئی دکھاوے کی نماز پڑھے گا ۔ اس کا پتہ آخرت میں اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرتے وقت چل جائے گا ۔

سوال ۵ :- یہاں داخل ہونے کے بعد پہلا فرق یہ پڑا ہے کہ پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ پڑھتا ہوں یہاں کے بعد اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہم میں حق وباطل کی تمیز پیدا ہوگئی ۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں ۔ جس نے اِس نیک صحبت میں آنے میں ہماری رہنمائی فرمائی ۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے دین میں استقامت دے آمین ۔ اور اس کلاس میں آتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین ۔

محمد طاہر

ہفتم سی رنگ محل مشن ہائی سکول لاہور

سوال ۱ :- (ب) ترجمہ آیت شریف :- پکارو تم اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو ۔

مطلب :- آج کل کے لوگوں نے اس آیت کا مطلب بالکل نہیں سمجھا ۔ کیونکہ اُن کے دلوں میں مسجدوں کی کوئی قدر نہیں رہی ۔ یہ شیطان کے کہنے پر عمل کر کے مسجدوں میں شور کرتے ہیں ۔ مسجدوں میں نعتیں ہوتی ہیں جو فلمی گانوں کی طرز پر ہیں ۔ یہ ان لوگوں نے محض اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے گانوں کی طرز پر بنائی ہیں ۔ قوالیاں کی جاتی ہیں ۔ جو قوالی شریف کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے تو قرآن مجید میں فرمایا کہ مسجدوں میں پوشیدہ طور پر اور گڑگڑا کر اللہ تعالےٰ کو پکارو لیکن یہاں لوگ اس کی مخالفت کرنے کو فرض سمجھتے ہیں ۔ اور ہر قسم کی بُری باتیں لاؤڈ سپیکر لگا کر اور دوسرے لوگوں کو تنگ کرتے ہیں ۔ یہ سب کام شیطان مردود اِن لوگوں سے کرواتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو شیطان کے ساتھ ہی جہنم میں بھیجے گا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے کہ مسجدوں میں بلند آوازیں نکالی جائیں ۔

اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے حد سے بڑھنے والوں کو ۔ یعنی جیسے ہم اللہ تعالےٰ کے فرمانوں کے خلاف کرتے ہیں ۔ جس طرح عید میلاد النبی کے موقعہ پر یہاں فضول خرچی بے حساب ہوتی ہے ۔ شہر کے اندر رات ، رات معلوم نہیں ہوتی ۔ یہ حد سے بڑھنا نہیں تو اور کیا ہے ؟ یہ لوگ شیعہ لوگوں کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ حالانکہ یہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی صریح مخالفت ہے ۔ اگر انہیں کہو فضول خرچی نہ کرو ۔ تو کہتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی خوشی میں کوئی فضول خرچی نہیں ۔ اگر یہ اللہ اور اس کے رسول کی خوشی کا موقعہ تھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ، حضرت عمر فاروقؓ ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ جو شمع رسول کے پروانے تھے ۔ کیوں نہ اس طرح کے لہو ولعب میں مستغرق ہو جاتے ۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ شرم کریں اور اس طرح کے کاموں کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کے حکموں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں پر عمل کریں ۔

دِل محمد

ہفتم سی وطن اسلامیہ ہائی سکول لاہور

سوال ۱ :- اسا آیت ۴۸ پارہ ۷) ترجمہ آیت شریف

اور ہم نے نہیں بھیجے رسول مگر خوشخبری دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے سو جو کوئی ایمان لایا اور اصلاح کی ۔ اس پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے ۔

مطلب :- اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسولوں کو خوشخبری دینے والے بنا کر بھیجا ہے ۔ خوشخبری کا مطلب ہے کہ لوگوں کو بتایا ۔ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو ، رسول کی پیروی کرو ۔ اس کی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لاؤ ۔ تو تم کو جنت ملے گی ۔ اور ڈرانے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کو بُرے کاموں سے روکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لاؤ گے ۔ رسولوں کی پیروی نہ کرو گے اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک کرو گے یا اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہ کرو گے تو تم کو دوزخ کا دردناک عذاب چکھنا پڑیگا ۔

ان لوگوں کو جنہوں نے اپنی اصلاح کی بُرے کاموں سے بچے اور ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر ، اُسکے رسولوں پر ، فرشتوں پر ، قیامت پر اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ، اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے کہ قیامت کے روز تم پر کوئی خوف نہ ہوگا ۔ اور نہ تم غمگین ہو گے جبکہ تمام مخلوق ہراساں ہو گی ۔ ہر ایک کو اپنے اعمال

کے نتائج کا خوف ہوگا۔ غم کے مارے بُرا حال ہوگا۔ اُس وقت ان لوگوں کو اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو اطمینان قلب عنایت فرماویں گے۔

سوال نمبر ۲: ۔ مطلب حدیث شریف۔ حضرت ابی سعیدؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب قیامت آئے گی تو دوزخ میں چلے جائیں گے کافر لوگ۔ مومن پیچھے رہ جائیں گے۔ ایک جماعت آئے گی اور کہے گی کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے۔ اللہ تعالےٰ پوچھیں گے۔ کیا تم اپنے رب کو پہچان لوگے۔ وہ جواب دیں گے۔ ہاں۔ تو اللہ تعالےٰ اپنی پنڈلی ظاہر فرمادیں گے۔ ہر مومن اور مومنہ سجدے میں گر جائیں گے۔ مگر وہ لوگ جو دنیا میں دکھاوے کی نماز پڑھتے تھے۔ ان لوگوں کی پیٹھ کی ہڈی کے جوڑ آپس میں مل جائیں گے۔ اور وہ آگے گرنے کی بجائے پیچھے کی طرف گریں گے۔

آفتاب احمد ولد بابو فتح محمد صاحب

دہم ڈی　اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ　لاہور

سوال نمبر ۱: ۔ ترجمہ آیت نمبر ۵۷ پارہ نمبر ۸۔ وہی ہے اللہ تعالےٰ جو بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے والی بارش سے پہلے۔ جب ہوائیں اُٹھا لاتی ہیں بھاری بادل تو ہم ان کو ہانک دیتے ہیں ایک مردہ شہر کی طرف۔ پھر نازل کرتے ہیں ان میں سے پانی۔ اور نکالتے ہیں ان سے طرح طرح کے پھل۔ اسی طرح نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو۔

مطلب آیت نمبر ۵۵ پارہ نمبر ۸: ۔ پکارو اپنے رب کو اپنے دل میں بڑی عاجزی کے ساتھ اور نہ کہ جس طرح مسجدوں میں لوگ بڑی بلند آواز سے پکارتے ہیں۔ اس طرح عبادت کرنے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

سوال نمبر ۳: ۔ نماز کو باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے سے ہماری دنیوی اور اُخروی حالتیں دونوں درست ہوجاتی ہیں۔ دُنیوی حالت کیوں ٹھیک ہوجاتی ہے؟ نماز کیونکہ دن میں پانچ مرتبہ پڑھنی پڑتی ہے۔ اس لئے ہم کو لباس ہمیشہ صاف ستھرا اور پاک رکھنا پڑتا ہے۔ اپنے بدن کو بھی صاف رکھنا پڑتا ہے۔ اس طرح ہم ہزاروں قسم کی بیماریوں سے بچاؤ حاصل کرتے ہیں۔ اللہ کی عبادت کرنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ثواب دگنا ملتا ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ ہم نماز کو باقاعدگی سے قائم کریں اور اس طرح اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرلیں۔ آمین ثم آمین۔

سوال نمبر ۴: ۔ حدیث شریف، ترجمہ: ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے بہشت۔

مطلب: ۔ مومن کیونکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ اس لئے دنیا مسلمان کے لئے ایسی ہے جیسے قید خانہ۔ اور کافر کیونکہ ہر وقت عیش وعشرت میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی عبادت بھی عیش وعشرت ہی ہے اس لئے دنیا کو کافر کے لئے بہشت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اشرف علی

ششم سی　رنگ محل مشن ہائی سکول　لاہور

سوال نمبر ۳: ۔ حدیث نمبر ۴۳ ترجمہ: ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ فرمایا قیامت کے دن ایک موٹا آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا۔ جس کو لوگ دنیا میں بہت ہی بڑا تصور کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے اس آدمی کی قدر ایک مچھر کے پَر سے بھی کم ہوگی۔

مطلب: ۔ قیامت کے دن ایک موٹا سا آدمی اللہ تعالےٰ کے سامنے لایا جائے گا۔ وہ کافر ہوگا۔ دنیا میں اُس کی بڑی عزت ہوگی۔ لیکن دنیا میں کفر کے سبب آخرت میں اس کی قدر مچھر کے پَر سے بھی کم ہوگی۔

سوال نمبر ۱: ۔ دپارہ نمبر ۸ آیت نمبر ۵۵، ترجمہ: ۔ پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر، خفیہ طور پر۔ یقیناً اس کو پسند نہیں آتے حد سے باہر نکلنے والے۔ اور نہ فساد ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد۔ عبادت کرو ڈر سے اور امید سے۔ یقیناً قریب ہے رحمت احسان کرنے والوں سے۔ اور وہی ہے اللہ تعالےٰ جو بھیجتا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں خوشخبری دینے والی بارش سے پہلے۔ یہاں تک کہ وہ ہوائیں اُٹھا لاتی ہیں بھاری بادلوں کو اور پھر ہم اُنہیں ہانک دیتے ہیں ایک مردہ شہر کی طرف۔ پھر نازل کرتے ہیں اس میں سے پانی۔ پھر اس پانی میں سے نکالتے ہیں طرح طرح کے پھل۔ اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو زمین سے تاکہ تم غور کرو۔

سوال نمبر ۲: ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے پہلا فرض مسلمان پر نماز ہے۔ اگر نماز نہ پڑھوگے۔ تو تمہارے سینے صاف نہیں ہوں گے۔ شیطان ہر وقت تمہارے پیچھے پھرتا رہے گا۔ اللہ تعالےٰ کی درگاہ سے راندا ہوا شیطان کبھی بھی انسان کا بھلا نہ ہونے دیگا۔ اگر انسان نماز پڑھیگا تو شیطان ڈر کر دور بھاگے گا۔ نماز ہمیں صاف ستھرا رہنا سکھلاتی ہے۔ نماز اللہ تعالےٰ کا سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ والدین کی اطاعت اور خدمت کرنے کا سبق سکھلاتی ہے۔ نماز پڑھنے والے انسان کا اللہ تعالےٰ کے قریب بہت بڑا رتبہ ہے۔ اور ہمیشہ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ پانچ وقت کی نماز ادا کرے اور ہر نماز باجماعت پڑھے۔

زبیر گلریز

جماعت دہم　سنٹرل ماڈل ہائی سکول　لاہور

سوال نمبر ۵: ۔ اس درسگاہ میں تعلیم پانے سے پہلے جو کچھ ہم میں تھا وہ ہم ہی جانتے ہیں۔ لیکن جو کچھ ہمیں درسگاہ میں تعلیم پانے کے بعد حاصل ہوا وہ سب کے سامنے ظاہر ہے۔ وہ بہت سے دینی مسائل جن سے ہم بے بہرہ اور بے نیاز تھے۔ ان سے اب بخوبی واقف ہو گئے ہیں۔ ان کا ہم دل سے اقرار کرتے ہیں اور عمل بھی کرتے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ استاد جس نے ہمیں ان مسائل سے روشناس کرایا اور ہمیں سیدھا راستہ دکھایا۔ اللہ تعالےٰ اُسے اس عظیم کام کا اجر عظیم عطا کرے آمین ثم آمین۔ دینی تعلیم سے ہم میں تہذیب وتمدن آگیا ہے۔ اُستادوں کی عزت کرنا، اپنے ہم جماعتوں سے سلوک کرنا، بڑوں کی عزت کرنا۔ یہ سب چیزیں ہمیں اس درسگاہ سے حاصل ہوئی ہیں۔ ان کی ہر روز کی تلقین کی وجہ سے ہم نے بُرے کام چھوڑ کر نیکی کی راہ اختیار کرلی ہے۔ اسی تعلیم کی وجہ سے ہم عام لوگوں کو مذہبِ اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرسکتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم قرآن مجید کا ترجمہ بھی خود ہی کرلیتے ہیں۔ یہاں آنے کے بعد پہلا کام جو ہم نے کیا وہ پنجگانہ نماز قائم کرنا تھا۔

سوال نمبر ۲: ۔ یہ جو فرمایا لَيُؤْتَى الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ یہ اس شخص کی دنیوی حالت ہوگی۔ کیونکہ دنیا میں وہ موٹا تازہ ہوگا۔ اور دنیا کے لوگ اس کی عزت کرتے ہوں گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے سامنے اس کی حقیقت ایک مچھر کے پَر سے بھی کم ہوگی۔

سوال نمبر ۴: ۔ (۱) فجر کی نماز میں ۴ رکعتیں ہوتی ہیں۔ ۲ سنت اور ۲ فرض، صبح سورج کی روشنی نمودار ہونے سے پہلے۔ (۲) ظہر کی نماز میں ۱۲ رکعتیں ہوتی ہیں۔ ۴ سنت ۴ فرض ۲ سنت ۲ نفل (۳) عصر کی نماز میں ۸ رکعتیں ہوتی ہیں۔ ۴ سنت ۴ فرض (۴) مغرب کی نماز میں ۷ رکعتیں ہوتی ہیں ۳ فرض، ۲ سنت، ۲ نفل (۵) عشاء کی نماز میں ۱۷ رکعتیں ہوتی ہیں۔ ۴ سنت ۴ فرض، ۲ سنت ۲ نفل ۳ وتر ۲ نفل۔

محمد آصف ولد ضیاء الدین

جماعت ہفتم　مسلم ہائی سکول نمبر ۱ رام گلی　لاہور

سوال نمبر ۱: ۔ دپارہ نمبر ۷ آیت نمبر ۴۹، ترجمہ: ۔ وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ اُن کو پہنچیگا عذاب۔ اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

مطلب: ۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں کو زبردست عذاب سے ڈرایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی صریح نافرمانی ہے۔

(۲) آیت نمبر ۴۷ پارہ نمبر ۷، ترجمہ: ۔ کہہ دیجئے اگر آجائے تم پر عذاب اچانک یا ظاہرا تو کون ہلاک ہوگا ظالم لوگوں کے سوا۔

مطلب: ۔ اللہ تعالےٰ عذاب کبھی تو اچانک

بھیج دیتے ہیں۔ جیسے زلزلہ، آندھی وغیرہ - یا ظاہراً بھیجتے ہیں۔ جیسے قحط سالی یعنی سب کو پتہ ہوتا ہے کہ اب بھوکے مرنا ہے - یہ سب عذاب اللہ تعالٰے کی طرف سے ظالموں کو دیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کا انکار کرتے ہیں۔

سوال ۳ :- (ب) حدیث ۳۱ :- حضرت ابی ہریرہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے - قیامت کے دن اسی حالت پر اٹھایا جائے گا - جس حالت پر وہ مرا تھا۔

مطلب :- یعنی جو شخص قرآن پاک پڑھتے ہوئے مرے گا وہ قیامت کے روز قرآن مجید پڑھتے ہوئے اٹھے گا - جو کنجریوں کے گانے سنتے ہوئے مرا - وہ اسی حالت میں اٹھے گا - اس لئے ہمیں چاہیئے - کہ ہم ہمیشہ نیکی کریں - کیونکہ ہمیں کیا پتہ کہ ہم ابھی مر جائیں۔

سوال ۴ :- اگر ہم پانچ وقت کی نماز پڑھیں گے تو اللہ تعالٰے ہمارے گناہ معاف فرما دیگا - اگر ہم دنیا میں پانچوں وقت کی نماز پڑھیں تو قبر کے زبردست عذاب سے بچے رہیں گے - اگر ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہمارے کپڑے صاف ستھرے رہتے ہیں - نمازی کی قدر اللہ تعالٰے کے نزدیک بہت زیادہ ہے - دنیا میں بھی وہ عزت دار ہوتے ہیں - اللہ تعالٰے ہمیں باقاعدگی سے نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نمازوں کو قبول کرے آمین ثم آمین -

ربّ نواز

ہفتم سی اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ لاہور

سوال ۲ :- حدیث ۸۲ مطلب :- یہ روایت حضرت ابی سعیدؓ سے ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - لوگ اٹھیں گے قبروں سے اور سیدھے بھاگیں گے اپنے رب کی طرف اور ان سب کو اپنے اپنے اعمال دکھلائے جائیں گے - جن کے نیک عمل کم ہوئے اور برے زیادہ - تو وہ دوزخ میں جائیں گے اور جن کے برے عمل کم ہوئے تو وہ جنت میں بھیجے جائیں گے پھر مومنوں کی ایک جماعت کہے گی کہ ہم نے اپنا رب دیکھنا ہے - ان سے پوچھا جائے گا - کیا تم اپنے رب کو پہچان لوگے تو وہ کہیں گے "ہاں" پھر اللہ تعالٰے ان کو اپنی پنڈلی کھول کر دکھائے گا - ہر ایک مومن اور مومنہ سجدے میں گر جائیں گے - لیکن وہ لوگ جو دنیا میں دکھانے کی نماز پڑھتے تھے سجدہ نہ کر سکیں گے - ان کی کمر کی ہڈی کے جوڑ بل جائیں گے - اس لئے وہ بجائے آگے جھکنے کے پیچھے کی طرف گر جائیں گے -

سوال ۴ :- نماز ہم کو بے حیائی سے روکتی ہے - اور ہم کو بہت سے برے کاموں سے بچاتی ہے - اگر ہم نماز نہ پڑھیں تو آخرت کی زندگی ہماری تباہ ہو جائے گی - آخرت میں گنہگار لوگ اللہ تعالٰے سے کہیں گے کہ ہمیں ایک دفعہ پھر دنیا میں بھیج دے تو ہم کبھی نماز نہ چھوڑیں گے - اللہ تعالٰے فرمائیں گے کہ اس وقت جب تمہارے پاس پیغام بھجوایا تھا تم نے اس وقت دھیان کیوں نہ دیا - اس لئے ہم سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس بڑے دن کے عذاب سے بچیں اور نماز کو قائم کریں تاکہ ہماری آخرت صحیح ہو آمین ثم آمین -

سوال ۵ :- یہاں آنے سے پہلے مجھے دین و دنیا کا کچھ پتہ نہ تھا - نہ میں نماز پڑھتا تھا اور نہ ہی کبھی قرآن مجید وحدیث شریف پڑھی تھی - لیکن اب مجھے ان کاموں کے کرنے کی سمجھ آگئی ہے - ہمارے مولوی صاحب ہم پر بہت مہربان ہیں - ہمیں پیار اور شفقت سے پڑھاتے ہیں - خدا ہمیں یہاں ہمیشہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین -

حافظ کاظم حسن

جماعت پنجم خورشید الاسلام ہائی سکول فاروق گنج لاہور

سوال ۱ :- (ب) ترجمہ آیت شریف :- پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر پوشیدہ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو -

مطلب :- اللہ تعالٰے کو پکارتے وقت اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کا لحاظ اور ادب ملحوظ رکھو - یعنی گڑگڑا کر پکارو - ایسے اونچی اونچی اللہ تبارک وتعالیٰ کو نہ پکارو جیسے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دیتے ہو - ایسے لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ پسند نہیں فرماتا -

ترجمہ آیت شریف :- جو شہر پاک ہے اُگتا ہے اُس میں سبزہ اس کے رب کے حکم سے اور جو شہر خراب ہے نکلتا ہے اس میں سے ناقص - اسی طرح بیان کرتے ہیں ہم کھول کر آیتیں ان کے لئے جو شکر گزار ہیں۔

مطلب :- جو کچھ بھی دنیا میں ہوتا ہے وہ سب کچھ اللہ تعالٰے کے حکم سے ہوتا ہے اور اللہ تعالٰے پیدا کرتا ہے جیسا چاہتا ہے -

ترجمہ آیت شریف :- اور مت فساد مچاؤ زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور پکارو اس کو خوف سے اور امید سے - بیشک قریب ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے -

ترجمہ آیت شریف :- اور وہی ہے اللہ تعالیٰ جو بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے والی بارش سے پہلے یہاں تک کہ یہ ہوائیں اٹھالاتی ہیں بھاری بادلوں کو - بھیج دیتے ہیں ہم بادلوں کو ایک مردہ شہر کی طرف پھر نازل فرماتے ہیں ان بادلوں سے پانی - پھر نکالتے ہیں اس میں سے طرح طرح کے پھل - اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو -

سوال ۵ :- میں جب یہاں نہیں پڑھتا تھا - تو گلی کے لڑکوں سے کھیلا کرتا تھا - نماز نہیں پڑھا کرتا تھا - لیکن اب مجھ سے یہ برائیاں دور ہو گئی ہیں - اب میں نماز پڑھتا ہوں - اور گلی کے لڑکوں سے نہیں کھیلتا خدا تعالیٰ مجھے یہاں پڑھتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین -

محمد ہاشم

جماعت پنجم رنگ محل مشن ہائی سکول لاہور

سوال ۱ :- ترجمہ آیت شریف :- اور پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ - بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو -

سوال ۲ :- آیت ۸۲ مطلب :- حضرت ابی سعیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا - اے ایمان والو! تم نے کس کو ملنا ہے ؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے رب کو ملنا ہے - اللہ تعالٰے پوچھے گا کہ کیا تم اپنے رب کو پہچان لوگے ؟ وہ کہیں گے "ہاں" پھر اللہ تعالیٰ کھولے گا اپنی پنڈلی - پھر سب سجدہ کریں گے مومن اور مومنہ - پھر رہ جائیں گے وہ لوگ جو سجدہ کرتے تھے شیخی مارنے کے لئے - وہ سجدہ کریں گے تو آگے جھکنے کی بجائے پیچھے گر پڑیں -

سوال ۵ :- پہلے جب میں اس درسگاہ میں نہیں بیٹھا تھا تو مجھے نہ دین نہ نماز نہ روزہ کسی چیز کا پتہ نہ تھا - اب میں یہاں پڑھنے لگا ہوں تو مجھے ان چیزوں کے متعلق بہت کچھ پتہ چل گیا ہے -

سوال ۴ :- نماز برائی سے بچاتی ہے - یہ جنت کی کنجی ہے - نماز سیدھی راہ پر چلاتی ہے اور بے حیائی سے روکتی ہے - اگر ہم نے نماز قائم کی تو دین قائم کیا - نماز ہم دن میں پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں -

احمد سعید

ششم سی اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ لاہور

سوال ۱ :- (ب) اور فساد نہ کرو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور پکارو اس کو خوف سے اور امید سے - یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت نزدیک ہے احسان کرنے والوں سے -

اور وہی ہے اللہ تعالٰے جو چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے والی بارش سے پہلے - یہاں تک کہ جب ہوائیں اٹھالاتی ہیں بھاری بادلوں کو - پھر ہم ہانک دیتے ہیں ان کو ایک مردہ شہر کی طرف - پھر ہم نازل کرتے ہیں اس بادل میں سے پانی - پھر ہم نکالتے ہیں اس پانی سے طرح طرح کے پھل - پھر ہم اسی طرح نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو -

اور وہ شہر جو پاکیزہ ہے اس میں سے نکلتا ہے سبزہ اس کے رب کے حکم سے - اور جو شہر خراب ہے اس میں سے نہیں نکلتا بلکہ ناقص - پھر ہم نے کھول کھول کر آیتیں بیان کیں ان لوگوں کیلئے جو شکر گزار ہیں -

پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدگی سے - بیشک اللہ تعالٰے پسند نہیں فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو -

سوال ۲ :- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ایک

بہت بڑا شخص (جاہ وجلال والا) موٹا قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے سامنے لایا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر ایک مچھر کے پر سے بھی کم ہوگی۔

سوال نمبر ۵:- جب ہم اس درسگاہ میں نہیں پڑھتے تھے تو نہ ہم نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی کبھی جمعہ پڑھا تھا۔ اب جب ہم یہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں تو نماز بھی پڑھتے ہیں۔ پہلے ہم جھوٹ بولتے تھے۔ کرکٹ کھیلتے تھے، گڈیاں اڑاتے تھے۔ لیکن اب ہم نے اس قسم کی تمام چیزیں چھوڑ دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر قائم رکھے آمین۔

راحتؔ منیب ملک

جماعت دہم گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور

سوال نمبر ۲:- نماز

کلمۂ طیبہ کے بعد نماز ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے زیادہ زور دیا ہے۔ کیونکہ کافروں اور مومنوں کی پہچان اسی سے ہوتی ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ نماز میں ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں اس لئے اس ڈر کی وجہ سے ہم گناہوں سے بھی کنارہ کر لیتے ہیں۔ نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ بھی معاف فرما دیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان نماز کے بہت پابند تھے۔ اور نماز کو سلیقے سے ادا کرتے تھے۔ مگر اب ۹۰ فی صد لوگ نماز نہیں پڑھتے۔ یہ قصور زیادہ تر ان شیطانی کھیلوں کا ہے جو انگریز نے ہمارے ملک میں ڈالیں۔ یعنی سنیما وغیرہ۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس کو دیکھنے میں ایک نہ ایک نماز ضرور چھوٹ جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ تمام لوگ سمجھیں کہ نماز کی کتنی وقعت ہے تو وہ کبھی نماز سے منہ نہ موڑیں۔ آج کل گلبرگ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں سب امیر لوگ ہی رہتے ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی ہوگا اللہ کا بندہ جو نماز پڑھتا ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنی امیری اور مال کی فراوانی میں مست ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی دل بڑا کر کے نماز کی طرف منہ کرے تو باقی لوگ اس کا مذاق اور ٹھٹھا اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ ایسے لوگ حقیقتاً اندھے، گونگے اور بہرے ہیں۔ اگر نماز دل سے پڑھی گئی تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کی بہت زیادہ قدر ہے۔

سوال نمبر ۵:- اس مدرسہ میں شامل ہونے سے پہلے میں دینی تعلیم سے بے بہرہ تھا۔ کبھی کبھی فجر یا جمعہ کی نماز پڑھ لیا کرتا تھا۔ مگر جب سے اس مدرسہ میں داخل ہوا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے تین یا چار نمازیں پڑھ لیتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اس مدرسہ میں داخل رہنے اور پانچوں نمازیں سچے دل سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ اس سے پہلے مجھے اچھائی یا برائی میں فرق معلوم نہیں ہوتا تھا۔ مگر قرآن مجید کی روشنی میں بفضل خدا اب کافی علم ہو چکا ہے اب مجھے بہت خوشی ہوتی ہے جب میں اپنے دنیوی کاموں میں سے وقت نکال کر دینی کاموں میں صرف کرتا ہوں جب ہم یہاں سے پڑھ کر نکلتے ہیں تو دل کو تسکین اور سرور ہوتا ہے کلام مجید پڑھنے اور اس پر عمل کی کوشش سے ہمارے دنیوی کاموں میں برکت پڑتی ہے۔ اب ہم ماشاء اللہ ان لوگوں میں سے ہیں جو لوگوں کو برے کام کرنے سے روکتے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ ہی کی مہربانی اور ہمارے حافظ صاحب کی کوشش اور شفقت کا نتیجہ ہے کہ ہم قرآن مجید کی تعلیم پا رہے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں قرآن مجید کی عزت کو بڑھاؤں اور لوگوں کو قرآن پڑھاؤں۔ اور اسلام کو دنیا میں پھلتا پھولتا دیکھوں۔

محمدؐ اقبال احمدؐ

ہفتم (ب) اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ لاہور

سوال نمبر ۲:- (ا) حضرت ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہا فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی پنڈلی کھولے گا ہمارا ربّ۔ اس وقت ہر مومن اور مومنہ سجدہ کریں گے۔ اور جو لوگ دنیا میں دکھلاوے کے سجدے کرتے تھے۔ اُن کی کمر کی ہڈی بغیر جوڑ کے ہو جائے گی۔ وہ پیچھے گر جائیں گے سجدہ کرنے کی بجائے۔

سوال نمبر ۱:- (ب) پارہ نمبر ۸ آیت نمبر ۵۶ ترجمہ:- اور نہ فساد ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد۔ اور تابعداری کرو اور پکارو ڈر سے اور اُمید سے۔ بیس اللہ تعالےٰ کی رحمت قریب ہے نیکی کرنے والوں سے۔

ترجمہ آیت نمبر ۵۴:- بے شک تمہارا رب ہے اللہ تبارک وتعالےٰ۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے چھ روز میں۔ پھر قرار پکڑا عرش پر۔ اُوڑھاتا ہے رات پر دن کو کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا ہوا اور پیدا کئے سورج اور چاند اور تارے تابعدار اپنے ربّ کے حکم کے۔ سُن لو اُسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو ربّ ہے سارے جہان کا۔

محمدؐ نعیم

جماعت ششم سی رنگ محل مشن ہائی سکول لاہور

سوال نمبر ۳:- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم کا بیٹا بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں۔ ایک مال کی حرص اور دوسری عمر کی حرص۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے مالوں اور صورتوں کو نہیں دیکھتے وہ ہمارے دلوں اور عملوں کو دیکھتے ہیں۔

سوال نمبر ۵:- ہم اس درسگاہ میں قرآن مجید اور حدیث شریف کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہاں دن میں دو وقت سبق ہوتا ہے۔ ہمارے مولوی صاحب بہت اچھے ہیں۔ کسی کو بے وجہ بھی کچھ نہیں کہتے۔ اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہم نے پانچ وقت کی نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ یہاں پڑھ کر ہم سیدھے راستے پر پڑ گئے ہیں۔ تقریباً ہر تین ماہ کے بعد ہمارے امتحان ہوتے ہیں جو ہمیں سبق یاد رکھنے میں بہت فائدہ دیتے ہیں—!

خالد محمود ولد ظہور الدین صاحب

ششم بی اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ لاہور

سوال نمبر ۳:- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اگر آدم کے بیٹے کے لئے دو بارانی نالے مال کے ہوں تو تیسرے کی بھی خواہش کرے گا۔ اور آدم کے بیٹے کے پیٹ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھرتی اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

سوال نمبر ۴:- ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ نماز قائم کرے۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نماز پڑھنے والے کی دنیا اور دین دونوں سنوار دیتا ہے۔ یہاں جو کوئی نماز پڑھتا ہے محلّے کے لڑکے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ لوگ خود تو نماز پڑھتے نہیں۔ لیکن دوسروں کو خواہ مخواہ تنگ کرتے ہیں۔ اِن لوگوں سے اللہ تعالےٰ بہت ناراض ہوں گے اور آخرت میں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ یہ لوگ وہاں کہیں گے۔ کاش ہم نماز پڑھنے والوں کا مذاق نہ اڑاتے۔ اور ہم بھی نماز پڑھتے اِن کے ماں باپ کو چاہیئے کہ انہیں بچپن سے زبردستی نماز پڑھوائیں۔ تاکہ بڑے ہو کر اُن کو عادت ہو جائے اور آخرت میں اِن کو اس نیکی کا پھل ملے۔

محمدؐ اشرف ولد فخر الدین صاحب

پنجم بی ایم سی پرائمری سکول لائن سبحان خاں لاہور

سوال نمبر ۱:- (پارہ نمبر ۸ آیت نمبر ۵۵) ترجمہ:- اور پکارو اپنے ربّ کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ بیشک اللہ تعالےٰ پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

آیت نمبر ۵۶:- ترجمہ:- اور نہ فساد کرو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد۔ اور پکارو اُس کو خوف اور امید سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت نزدیک ہے احسان کرنیوالوں سے۔

آیت نمبر ۵۷ ترجمہ:- اور وہی ہے اللہ تعالےٰ جو چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے والی بارش سے پہلے۔ یہاں تک کہ جب ہوائیں اُٹھا لاتی ہیں بھاری بادلوں کو۔ پھر ہم ہانک دیتے ہیں اُنکو ایک مُردہ شہر کی طرف۔ پھر ہم نازل کرتے ہیں اُس بادل میں سے پانی۔ پھر ہم نکالتے ہیں اُس پانی سے طرح طرح کے پھل۔ پھر ہم اِسی طرح نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو۔

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور خدام الدین ۲ شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا